عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

اگست 2005ء

شمارہ [illegible] .... جلد ۳۹/۹

داعیانِ اسلام ..... علماء کرام یا حکمران

حق و باطل کا فیصلہ کن معرکہ

فتنہ قادیانیت کیخلاف امت مسلمہ کی جدوجہد

ذکری فرقہ ..... اسلام اور ختم نبوت کا باغی گروہ

ایک مظلوم بیٹی کی دردناک داستان

www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: monthlylaulak@yahoo.com

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ — حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۷ .... جلد ۳۹/۹

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
سرپرست: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ
سرپرست: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود
ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید
منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا احمد بخش
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود — مطبع: تشکیل نو پریس ملتان — مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

ریلوے کا المناک حادثہ	صاحبزادہ طارق محمود	3

مقالات ومضامین!

داعیان اسلام......علمائے کرام یا حکمران	مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	6
حق وباطل کا فیصلہ کن معرکہ	علامہ سید سلیمان ندویؒ	10
فکر آخرت	مولانا انوار الحق	18

ردقادیانیت!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور تاج وتخت ختم نبوت کے ڈاکو	الحاج عبدالقیوم	25
ذکری فتنہ......اسلام اور ختم نبوت کا باغی گروہ	مولانا نذیر احمد تونسویؒ	36
ایک مظلوم بیٹی کی داستان	جناب محمد متین خالد	40

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	45
قافلہ آخرت	ادارہ	51
تبصرہ کتب	ادارہ	53
بچوں کا صفحہ	اشتیاق احمد	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

ریلوے کا المناک حادثہ!

سندھ میں گھوٹکی کے پہلو میں واقع سرحد نامی ریلوے اسٹیشن پر 13 جولائی کو ہونے والا تین ٹرینوں کا خونی تصادم مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ اس سانحہ میں تقریباً 300 مسافر جاں بحق اور دو ہزار کے قریب زخمی ہوئے۔ تین مسافر ٹرینوں کا باہمی تصادم اور تباہی ریلوے کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق حادثہ کراچی ایکسپریس کے ڈرائیور کی غفلت کے باعث پیش آیا۔ جس نے فنی خرابی کے سبب رکی کوئٹہ ایکسپریس کو عقب سے ٹکر ماری۔ کوئٹہ ایکسپریس کی تباہ شدہ بوگیاں دوسری پٹری سے گزرنے والی تیز گام سے جاٹکرائیں۔ یوں تین ٹرینوں کے دوہرے تصادم نے قیامت بپا کردی۔ مسافروں کی مسخ شدہ لاشیں' کٹے ہوئے اعضاء' گوشت و پوست کے بکھرے ٹکڑے' خاک وخون میں تڑپتے ننھے منے بچے اور زخمیوں کی چیخ وپکار جیسے لرزہ خیز مناظر عینی شاہدوں کو مدتوں خون کے آنسو رلاتے رہیں گے۔

پردیس اور بیابان میں بے کسی اور بے بسی کے عالم میں جسم وجان کے ٹوٹتے رشتوں کے مناظر دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ راحت والی موت بھی ایک نعمت ہے۔ جن کے پیارے' جگر کے ٹکڑے' دل وجان سے عزیز ان کی نظروں کے سامنے تڑپ تڑپ کر جانیں دیتے رہے ان کی باقی ماندہ زندگی خدا نہ کرے دل فگار حادثہ بن کر گزرے۔ 300 افراد کی موت یقیناً 300 خاندانوں کی موت ہے۔ زخمی ہونے والے انسانوں کے خاندان زخمی اور اپاہج ہوگئے ہیں۔ جس حکومتی شخصیت نے یہ تاثر دیا کہ ایسے حادثے ہوتے رہتے ہیں اگر خدانخواستہ ان کا لخت جگر یا رشتہ دار اس سانحہ کی نذر ہوتا تو یقیناً اس کو حادثہ نہیں قیامت قرار دیتے۔ وقت بہت بڑا مرہم ہے۔ لیکن ریلوے کی تاریخ کا یہ حادثہ تلخ یادیں' ٹھنڈی آہیں' خونی آنسو اور کئی خاندانوں کو سوگ اور روگ دے گیا ہے۔

اہل وطن ہونے والے سابقہ ریلوے حادثے کو بھولنے کے باوجود نہیں بھول سکے۔ حالیہ المناک حادثہ نے یقیناً پہلے ہونے والے حادثات کی نہ صرف یادیں تازہ کردی ہیں۔ بلکہ پرانے زخموں سے ایک دفعہ پھر خون رسنا شروع کردیا ہے۔ پاکستان ریلوے کی تاریخ میں پانچ بڑے خون ریز حادثات ہوئے ہیں جن میں پانچ سو سے زائد انسان لقمہ اجل بن گئے۔ ان حادثات کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ زیادہ ریل گاڑیوں کے حادثات سندھ اور پنجاب کی اسی سرحدی پٹی میں رونما ہوئے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ماضی بعید میں گمبٹ ریلوے اسٹیشن پر ٹرینوں کے تصادم

میں سینکڑوں مسافر جاں بحق ہوئے تھے۔

1990ء میں سانگی کے مقام پر بہاؤالدین زکریا ایکسپریس کے ایک خوفناک حادثہ میں 307 مسافر موت کے منہ میں چلے گئے۔ 1991ء میں گھوٹکی کے قریب تیز گام کے تصادم میں 55 افرد ہلاک ہوئے۔ 1997ء میں سندھ میں ذوالفقار ایکسپریس کے بریک فیل ہونے کی وجہ سے حادثہ میں 175 افراد جاں بحق ہوئے۔ جس میں پاک آرمی کے 22 جوان بھی شامل تھے۔ 1997 میں ساہیوال کے حادثہ میں 250 افراد کی جانیں ضائع ہوئیں۔ 1997 کو ہی شورکوٹ اور جھنگ لائن حادثہ میں 38 افراد اللہ کو پیارے ہوئے۔

حالیہ حادثہ سابقہ تمام ریلوے حادثات میں زیادہ دلخراش ہے۔ اس میں نہ صرف ریلوے کو مالی طور پر شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ بلکہ سینکڑوں انسانی جانیں بھی ضائع ہوئیں۔ حادثہ کا المناک اور افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ مرنے والوں میں زیادہ تر تعداد بچوں کی ہے۔ حادثہ میں تیز گام ایکسپریس کی 12 بوگیاں' کوئٹہ ایکسپریس کی 4 بوگیاں اور کراچی ایکسپریس (نائٹ کوچ) کی 3 بوگیاں مجموعی طور پر کل 19 بوگیاں اور متعلقہ ٹرینوں کے انجن بھی تباہ ہوگئے۔

پاکستان ریلوے نے اگرچہ مرنے والوں اور زخمیوں کے لئے امداد کا اعلان کیا ہے۔ لیکن یہ ساری رقم متاثرہ خاندانوں کے روگ کا مداوا نہیں بن سکتی۔ ڈبے' انجن' ریل کی پٹریاں از سرے نو بن جائیں گی۔ ریل کی زندگی دوبارہ بحال ہو جائے گی۔ لیکن جانے والے پیارے کبھی لوٹ کر نہ آئیں گے۔

حالیہ اور سابقہ ریلوے حادثات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ پاکستان ریلوے ناقص منصوبہ بندی' عملے کی غفلت' افسران بالا کی بے توجہی اور نظام کی فرسودگی کا نتیجہ ہے۔ ریلوے وزارت اور اعلیٰ حکام نے کبھی اس پہلو پر سوچنا گوارا ہی نہیں کیا کہ ریلوے کے حادثات آخر سندھ کے انہی مخصوص اسٹیشنوں پر ہی کیوں رونما ہوتے ہیں۔ کسی ٹربیونل نے اس امر کی نہ تو نشاندہی کی اور نہ ہی اس خطرناک زون میں ہونے والے حادثات کے اسباب پر غور کیا اور نہ ہی مستقبل کے لئے حادثات کی روک تھام کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں۔

پاکستان میں ریلوے کے سفر کو محفوظ ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ طویل سفر کے لئے اہل وطن اسی سواری کو ترجیح دیتے ہیں۔ گزشتہ کئی برسوں سے ریلوے کو خسارہ سے نجات دلانے کے لئے زبانی دعوے کیے گئے۔ کراچی تا پشاور ایکسپریس ٹرینوں بالخصوص نائٹ کوچز میں بڑھنے والے رش کے باوجود پاکستانی عوام ریلوے کے خسارہ کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہر سال ٹرینوں کے کرایوں میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود ریلوے کا خسارہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ موجودہ حالات کے تناظر میں حکومت کو صرف سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کی بجائے سرکاری محکموں اور خاص طور پر

ریلوے کے منتشر نظام کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ڈبل ٹریک سہولت اور پٹری سسٹم کے باوجود تین ٹرینوں کا آپس میں ٹکرا جانا غیر معمولی حادثہ ہے۔ اگر اب بھی توجہ نہ دی گئی اور موجودہ نظام کے قابل اصلاح پہلو کو نظر انداز کیا گیا تو خدانخواستہ اس سے بھی بڑا حادثہ ہوسکتا ہے۔

حالیہ ہولناک حادثہ پر ذمہ دار حکومتی عہدیداروں نے کسی خاص رنج والم اور افسوس کا اظہار نہیں کیا۔ صدر مملکت اور وزیر اعظم کا جائے حادثہ کا دورہ لواحقین اور پسماندگان کے لئے یقیناً حوصلہ مندی کا باعث ہے۔ وفاقی وزیر داخلہ کا بیان قابل مذمت اور انتہائی افسوس ناک ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں وزارتیں سیاسی رشوت میں عطا کی جاتی ہیں۔ وزیر داخلہ کو ملنے والی وزارت بھی یقیناً ان کے ضمیر کے سودا کی وزارت ہے۔ ماضی گواہ ہے کہ جن سیاسی شخصیات کو متعلقہ وزارتیں دی گئیں وہ ان وزارتوں کے اہل نہ تھے۔

موجودہ وفاقی وزیر ریلوے یقیناً ریلوے کی الف تک سے واقف نہیں۔ ریلوے جیسے وسیع محکمہ میں 17 سے زائد شعبے ہیں۔ اول تو وفاقی وزیر نے کبھی ٹرین کا سفر ہی نہیں کیا ہوگا۔ اگر کبھی انہیں سفر کا اتفاق ہوا ہو تو اپنے وی آئی پی سیلون میں بیٹھ کر وہ مسافروں کی حالت زار اور موجودہ سفری صعوبتوں کا کیونکر اندازہ لگا سکتے ہیں؟۔ اپنے ائیر کنڈیشن دفاتر میں بیٹھ کر ریلوے اسٹیشنوں کی دگرگوں حالت' ریلوے ورکشاپوں میں ہونے والے کام' افسران بالا کی بدعنوانیوں کو کیونکر جانچ سکتے ہیں؟۔

جنرل (ر) جاوید اشرف قاضی کے دور میں چین سے 69 انجن خریدنے کا معاہدہ ہوا۔ انجن ناقص نکلے تو باقی ماندہ انجنوں کی درآمد معطل کر دی گئی۔ قابل حیرت بات یہ ہے کہ چین سے درآمد شدہ بوگیاں ہمارے پلیٹ فارموں کے حساب سے بڑی نکلیں۔ صرف اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے ریلوے حکام بالا پیشہ ورانہ مہارت کے علاوہ کس قدر فہم وادراک کے مالک ہیں؟۔ ماضی میں ریلوے کے مائیکر سسٹم پر کروڑوں روپے خرچ کر دیئے گئے۔ یہ نظام پہلے دن سے ہی ناکام رہا۔ آج تک ریلوے سسٹم کے ناخداؤں کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ بنا ہوا ہے۔ سابقہ کسی حکومت یا حکمران نے وطن عزیز کے کروڑوں روپے کی بربادی کی کسک تک محسوس نہیں کی۔ ہم یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ریلوے کے خسارہ کا اصل سبب حکام بالا اور افسران اعلیٰ کی صورت میں وہ کالی بھیڑیں ہیں جو اس محکمہ کو چاٹ رہی ہیں۔

ریلوے کا محکمہ اصلاح طلب ہے اور توجہ کا مستحق ہے۔ اس سارے کام کے لئے دردمند دل کی ضرورت ہے۔ صدر مملکت جنرل پرویز مشرف اور وزیر اعظم شوکت عزیز کے ہمدردانہ بیانات سے اصلاح ممکن نہیں۔ البتہ بے رحم احتساب سے ہی اصلاح احوال ممکن ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ

داعیان اسلام......علمائے کرام یا حکمران!

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سئیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلاھادی لہ ونشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان محمد عبدہ ورسولہ ۰ وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کما یحب ربنا ویرضی!

حضرات کرام! مجھے شک نہیں اور نہ کسی مسلمان کے لئے اس میں شک وشبہ کی گنجائش ہے کہ اسلام تا قیامت قائم ودائم رہے گا۔ کیونکہ اسلام کسی خاص قوم کا کلچر نہیں۔ بلکہ وہ ایسے ہمہ گیر قوانین کا نام ہے جن کو فطرت سلیم اس وقت سے تسلیم کئے ہوئے ہے جب سے انسان نے خداشناسی اور معرفت الٰہی کو نصب العین اور دینداری ودین پسندی کو وظیفہ عمل بنایا۔ ان الدین عنداللہ الاسلام! موجودہ دنیا لفظ اسلام سے خواہ کتنا ہی گریز کرے۔ مگر اسلام کے اصول ونظریات غیر شعوری طور پر اختیار کرتی جارہی ہے اور جیسے جیسے فلسفہ اور سائنس کی موشگافیاں حقیقت سے قریب ہوتی جائیں گی ان اصولوں کی صداقت وحقانیت نکھرتی جائے گی اور حقیقت پسند انسانوں کی گردنیں اس کے تسلیم کرنے کے لئے جھکتی جائیں گی۔ اسلام کے اصولوں کو تسلیم کرانے کے لئے نہ کبھی قوت وحشمت اور تیغ وسنان کی ضرورت پڑی۔ نہ آج ضرورت ہے۔ نور کو نور اور روشنی کو روشنی تسلیم کرنے کے لئے صرف چشم بینا کی ضرورت ہے اور اتنا انصاف درکار ہے جو روز روشن کو شب تار کہنے کی اجازت نہ دے سکے۔ اس لئے کتاب اللہ نے نہایت بلند آہنگی سے اعلان فرمادیا ہے کہ: ''لااکراہ فی الدین قدتبین الرشد من الغی ۰ '' علماء ملت اس نمائشی اسلام کو تسلیم نہیں کرتے جس کے لئے قلب سلیم میں تسلیم ورضا کی گنجائش نہ ہو۔ مگر ہاں اس موقع پر ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ یعنی اسلام کا مستقبل بھی روشن ہے تو یہ ضروری نہیں کہ ہم جیسے بدنام کنندگان اسلام کا مستقبل بھی روشن ہو۔

ہم اگر اپنا مستقبل روشن بنانا چاہتے ہیں تو شرط یہ ہے کہ اسلام سے زیادہ سے زیادہ وابستہ ہوں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن رحمت کو زیادہ سے زیادہ مضبوطی سے سنبھالیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ''وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۰ '' ترجمہ:...... ''تم ہی سربلند ہوگے۔ بشرطیکہ صاحب ایمان ہو۔'' یہود ونصاریٰ کو ان کے اس تصور نے برباد کیا کہ وہ خواہ کچھ ہوں۔ ان کے اخلاق واطوار خواہ کیسے ہوں۔ وہ اللہ کے محبوب اللہ کے پیارے اور لاڑکے پالے ہیں۔ نحن ابنؤ آاللہ واحباء ہ!

مگر کتاب اللہ نے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے نہایت صفائی سے اعلان فرمایا ہے کہ:''بلی من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون۔ ''کیوں نہیں جو برائی کا مرتکب ہو اور اس کے گناہ اس کو گھیر لیں تو یہ دوزخ والے ہیں۔ ہمیشہ اسی آگ میں رہیں گے۔ یعنی رنگ و نسل قبیلہ اور خاندان کا کوئی امتیاز نہیں۔ امتیاز اخلاق و کردار کا ہے۔ اسلام کا جامہ پہن کر اگر ایمان و اسلام کی حقیقت بھی اختیار کرتے ہوں تو بے شک سربلندی تمہارا حصہ ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دین حق کے لئے تمہاری حاجت نہیں ہے۔ وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لایکونوا امثالکم! اگر تم منہ موڑو تو اللہ تمہارے سوا کوئی دوسری قوم بدل دے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے!

حفاظت اسلام کے نعرے بہت بلند کئے جاتے ہیں۔ مگر اس کے عملی پہلو سے ہم خود گریزاں رہتے ہیں۔ اسلام کوئی مجسمہ نہیں جس کی حفاظت کے لئے لاؤلشکر کی ضرورت ہو۔ آپ اپنے میں اسلام سمو لیجئے۔ آپ خود بھی محفوظ ہو جائیں گے اور اسلام بھی محفوظ ہو جائے گا۔ عمل سے گریز اور زبان پر دعویٰ۔ (معاذ اللہ)

کبر مقتا عنداللہ ان تقولوا ما لاتفعلون! خدا کے نزدیک یہ بہت ہی بغض اور نفرت کی بات ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرو نہیں۔

اسلامی تاریخ سے سبق

عزیزان ملت! شمع جہاں بھی ہو پروانے خود بخود قربان ہونے کے لئے دوڑتے ہیں۔ نہ لالچ دلانے کی ضرورت ہے نہ ڈرانے دھمکانے کی۔ صرف فطرت کی سلامتی درکار ہوتی ہے اور یہ کہ نور شمع بے حجاب ہو۔ بدقسمتی سے آج ہمارے اخلاق و اعمال شمع اسلام کے لئے حجاب بنے ہوئے ہیں۔ ہم اپنے اعمال و اخلاق کو نور ایمان کا آئینہ دار بنالیں تو پروانے خود بخود دیکھیں گے۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی۔ ان کا اقتدار ختم ہو گیا ہے تو ترقی اسلام کے امکانات بھی ختم ہو گئے ہیں۔ مگر تم ہی بتاؤ کہ کیا کبھی مسلمانوں کے دور حکومت میں عیسائی مشنریوں کی طرح روپے کی بکھیر کی گئی؟۔ این جی اوز کی طرح لالچ دیا گیا۔ اسلام کو بدنام کرنے والے عیسائی مورخین کچھ بھی لکھیں۔ مگر تم خود اپنے عقیدہ اور یقین کو ٹٹولو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اسلام محمود غزنویؒ شہاب الدین غوریؒ شمس الدین التمشؒ شیر شاہ سوریؒ شاہ جہانؒ و عالمگیرؒ کے رعب داب اور ان کے فاتحانہ عزائم سے پھیلا ہے۔ اگر ان کے قومی جھنڈے اشاعت اسلام کے علمبردار ہوتے تو خود ان کے پایہ تخت اور خاص ان علاقوں میں جو ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے بارہا پامال ہوتے رہے ہیں غیر مسلموں کی اکثریت باقی نہ رہتی۔ بلکہ مسلمانوں کی اکثریت ہوتی۔

آگرہ' قنوج' دہلی' فتح پور سیکری' جہاں ان جگلاہوں کی پرشکوہ عمارتیں اور یادگاریں آج بھی شوکت

عظمت کا مرثیہ پڑھ رہی ہیں اور ان کے مضافات میں بھی مسلمانوں کو اکثریت نصیب نہیں ہوئی۔ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ان اضلاع میں مسلمانوں کی تعداد دس پندرہ فی صدی سے زیادہ نہیں ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ شیخ ابو علی سندھیؒ شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ خواجہ غریب نوازؒ معین الدین حسن السنجری اجمیریؒ شیخ احمد بن یحییٰ منیریؒ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بابا فرید الدین شکر گنجؒ خواجہ نظام الدین دہلویؒ ان جیسے اولیاء کے انفاس قدسیہ اور ان کے روحانی فیوض و برکات اور ان کی بے لوث ہمدردی خلق خدا جس سے آج تک غیر مسلم بھی متاثر ہیں۔ اشاعت اسلام کا ذریعہ بنی۔ کیونکہ ان بزرگوں کے اعمال و اخلاق شمع اسلام کے لئے حجاب نہیں تھے۔ بلکہ وہ اس مقدس شمع کے آئینہ دار تھے۔ جن کی طرف حق و صداقت کے پروانے خود بخود دوڑے آئے اور اپنی ارادت و عقیدت کی پونجی ان کے قدموں پر نثار کر دی۔

شہاب الدین غوریؒ کی تلوار کسی ایک کافر کے دل کو بھی صداقت اسلام کے اعتراف کے لئے نہیں جھکا سکی ہوگی۔ مگر اسی بادشاہ کے زمانہ کا درویش جن کو ہم خواجہ غریب نوازؒ کہتے ہیں شہاب الدینؒ سے تقریباً بیس سال پہلے اس علاقہ میں آچکا تھا۔ وہ بغیر کسی فوجی طمطراق کے فقیرانہ شان میں دہلی سے روانہ ہو کر اجمیر پہنچتا ہے تو خواجہ غریب نواز کے کسی معتقد کی نہیں، اسلام کے کسی گرویدہ اور شیدائی کی نہیں بلکہ اسلام کے سخت مخالف مسٹر آرنلڈ مصنف پریچنگ آف اسلام کی تحقیق یہ ہے کہ صرف ایک سفر میں اسلام کے اس سچے نمونے، رحمت اللعالمین ﷺ کے سچے عاشق صادق ہمدردی خلق خدا کے پیکر اور انس و محبت کے اس چشمہ شیریں کی غریب نوازی سے متاثر ہو کر سات سو خاندان شمع اسلام کے پروانے بنتے ہیں اور حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں۔ خود آپ کے مولد (گجرات) میں نویں صدی ہجری کے شروع سے لے کر دسویں صدی ہجری کے ختم تک تقریباً دو سو برس تک بڑی شان و شوکت والے مسلمان بادشاہ حکومت کرتے رہے۔ ان کی نیک نفسی، ملک پروری، عدل و انصاف تاریخ میں مشہور حقیقت ہے۔ لیکن آپ کیا اسلام کے داعی اور مبلغ یہ شاہان گجرات تھے یا علاقہ کے اولیائے کرام جیسے شیخ حسام الدین عثمان ملتانی، شیخ یعقوب بن مولا خواجگی، قطب طریقت گنج بخش شیخ احمد کھٹو، سید برہان الدین، شیخ مخدوم جہانیاں، شیخ عبدالفتاح شارح مثنوی شیخ کبیر الدین ناگوری، سید علی بن عبدالرحیم رفاعی، علامہ وجیہہ الدین علوی، مولانا محمد بن طاہر، شیخ محمد غوث گوالیاروی، سید کمال الدین قزوینی، سید شرف الدین مشہدی، سید یحییٰ بن علی ترمذی، علامہ کمال الدین دہلوی، شیخ نصیر بن جمال، شیخ نور الدین محمد بن علی، سید محمد بن عبداللہ حضرمی، شیخ جعفر علی حضرمی، خواجہ جمال الدین خوارزمی رحمہم اللہ قدس اسرارہم جیسے علماء اور مشائخ کے چشمہ فیض سے تشنہ لبان صداقت سیراب ہوئے اور ان کے مقدس چراغ دانوں سے شمع اسلام کی کرنیں پھوٹیں۔

یہ درست ہے کہ مسلمان فرمانرواؤں کے اقتدار سے بسا اوقات ان بزرگوں کو اپنے اصلاحی کاموں میں

سہولتیں میسر آئیں۔ مگر اس سے بھی زیادہ درست بات یہ ہے کہ ان بزرگوں کے عزم اور ان کے بلند حوصلے مادی اقتدار کے تار و پود سے قطعاً بے نیاز تھے۔ یہاں تک کہ ان میں بہت سے وہ تھے جو سلاطین اور ان کے وزراء سے ملنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔

انہیں میں مولانا محمد بن طاہر شہیدؒ کے استاذ شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک مسلمان بادشاہ کے وزیر نے دعوت کے لئے بے حد اصرار کیا۔ جب اصرار حد سے بڑھا تو آپ نے دعوت منظور کر لی۔ مگر اس شرط پر کہ جہاں چاہوں گا بیٹھوں گا اور جو چاہوں گا کھاؤں گا اور جب چاہوں گا اٹھ کر چلا آؤں گا۔ وزیر کا شوق اتنا بڑھا ہوا تھا کہ اس نے منظوری کو غنیمت سمجھا اور شرائط کے مضمرات کی طرف وہ توجہ بھی نہ کر سکا۔

حضرت شیخ تشریف لے گئے تو شاہانہ قالینوں اور غالیچوں کو چھوڑ کر دروازہ کے قریب زمین پر بیٹھ گئے۔ کھانا چنا گیا تو اپنے تھیلے میں سے روٹی نکال کر کھائی اور السلام علیکم کہہ کر واپس تشریف لے آئے۔ یہی شیخ جب گجرات تشریف لائے تھے تو سلطان محمود کا زمانہ تھا۔ اس کو زیارت کا شوق ہوا۔ بے حد اصرار کے بعد تسریف لے گئے۔ واپسی پر بادشاہ نے ایک کروڑ نذر کئے۔ آپ نے یہ پوری رقم قاضی عبداللہ سندھیؒ کے حوالے کر دی اور دامن جھاڑ کر روانہ ہوگئے۔ یہی قاضی صاحب تھے جن کی رعایت سے آپ نے بادشاہ کی درخواست منظور فرمائی تھی۔

اس قسم کے سینکڑوں واقعات تاریخ کے صفحات پر لکھے ہوئے موجود ہیں۔ منشاء یہ ہے کہ اگر ان میں بزرگوں کو اپنے نصب العین میں مسلمانوں کے سیاسی اقتدار سے کوئی فائدہ پہنچا تو وہ ایک اتفاقی امر تھا۔ کیونکہ یہ بزرگ اسلام کی دعوت وتبلیغ کی تکمیل کے لئے ملکی سرمایہ کے محتاج نہ تھے۔ نہ ہی اسلام کا آب حیات روح پروری کے لئے کسی دبدبۂ سکندری کا محتاج رہا ہے۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اقتدار کے بھوکے بادشاہ اور وزراء اپنی سیاسی اغراض کے لئے ان خدا رسیدہ اولیائے کرام کے دامنوں سے وابستہ رہا کرتے تھے اور ان کی ہمہ گیر مقبولیت سے اپنے سیاسی مقاصد پورے کیا کرتے تھے۔ ان بزرگوں کی سوانح حیات کے مطالعہ کے ساتھ اس زمانہ کے سیاسی اتار چڑھاؤ پر نظر ڈال لیجئے۔ تصدیق کے لئے بہت سی مثالیں مل جائیں گی۔

حضرات! مضمون کس قدر طویل ہوگیا ہے۔ مگر یہ حقیقت نکھر کر سامنے آ گئی کہ اسلام اپنی مقبولیت اپنی کشش اور اپنی دلچسپی میں نہ کسی وقت شان وشوکت اور قوت واقتدار کا محتاج ہوا تھا۔ نہ آج محتاج ہے۔ تمام مثالوں کو چھوڑ کر خود سرور کائناتﷺ کی مثال لے لیجئے۔ جس وقت آپﷺ نے ضلالت اور گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں شمع توحید روشن کی تو کیا آپﷺ کسی ملک کے فرماں روا تھے؟۔ کیا کوئی مادی اقتدار آپﷺ کے زیر نگیں تھا؟۔ معاذ اللہ! کچھ بھی نہیں۔ ارض بطحا کے اس در یتیم کے پاس جو کچھ تھا وہ صدق واخلاص تھا۔ عزم محکم تھا۔ اعتماد علی اللہ تھا۔

مختصر یہ کہ یہی موتی اگر آپ اپنے دامن ایمان میں ٹانک لیں تو اسلام کے مستقبل کے ساتھ آپ کا مستقبل بھی روشن ہو جائے گا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

علامہ سید سلیمان ندویؒ

حق و باطل کا فیصلہ کن معرکہ!

جانشین ابراہیم علیہ السلام کا سب سے مقدم فرض توحید خالص کا احیاء اور حرم کعبہ کو آلائش سے پاک کرنا تھا۔ لیکن قریش کے پے در پے حملوں اور عرب کی مخالفت عام نے پورے اکیس برس تک اس فرض کو روکے رکھا۔ صلح حدیبیہ کی بدولت اتنا ہوا کہ چند روز کے لئے امن وامان قائم ہوگیا اور دل دادگان حرم ایک بار پھر یادگار ابراہیم علیہ السلام کو غلط انداز نظروں سے دیکھ آئے۔ لیکن معاہدہ حدیبیہ بھی قریش سے نہ نبھ سکا۔ حلم وعفو وتحمل کی حد ہوچکی۔ اب وقت آگیا کہ آفتاب حق حجابہائے حائل کو چاک کرکے باہر نکل آئے۔

صلح حدیبیہ کی بناء پر قبائل عرب میں خزاعہ آنحضرتﷺ کے حلیف ہوگئے تھے اور ان کے حریف بنوبکر نے قریش سے مخالفت کا معاہدہ کرلیا تھا۔ ان دونوں حریفوں میں مدت سے لڑائیاں چلی آتی تھیں۔ اسلام کے ظہور نے عرب کو ادھر متوجہ کیا تو وہ لڑائیاں رک گئیں اور اب تک رکی رہیں۔ کیونکہ قریش اور عرب کا سارا زور اسلام کے مقابلے میں صرف ہورہا تھا۔ صلح حدیبیہ نے لوگوں کو مطمئن کیا تو بنوبکر سمجھے کہ اب انتقام کا وقت آگیا ہے۔ دفعتہ وہ خزاعہ پر حملہ آور ہوئے اور روسا قریش نے اعلانیہ ان کو مدد دی۔ عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ، سہیل بن عمر وغیرہ نے راتوں کو صورتیں بدل کر بنوبکر کے ساتھ تلواریں چلائیں۔ خزاعہ نے مجبور ہوکر حرم میں پناہ لی۔ بنوبکر رک گئے کہ حرم کا احترام ضرور ہے۔ لیکن ان کے رئیس اعظم نوفل نے کہا کہ یہ موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں آسکتا۔ غرض عین حدود حرم میں بنوخزاعہ کا خون بہایا گیا۔

آنحضرتﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ دفعتہ صدا بلند ہوئی کہ: ''اے خدا! میں محمد کو وہ معاہدہ یاددلاؤں گا جو ہمارے اور ان کے قدیم خاندان میں ہوا ہے۔ اے پیغمبر خدا! ہماری اعانت کر اور خدا کے بندوں کو بلا۔ سب اعانت کے لئے حاضر ہوں گے۔''

معلوم ہوا کہ بنوخزاعہ کے چالیس ناقہ سوار جن کا پیش رو عمرو بن سالم ہے فریاد لے کر آئے ہیں۔ آنحضرتﷺ نے واقعات سنے تو آپ کو سخت رنج ہوا۔ تاہم آپ نے قریش کے پاس قاصد بھیجا اور تین شرطیں پیش کیں کہ ان میں سے کوئی منظور کی جائے:

1...... مقتولین کا خون بہادیا جائے۔

2...... قریش بنوبکر کی حمایت سے الگ ہوجائیں۔

3...... اعلان کردیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

قرطہ بن عمر نے قریش کی زبان سے کہا کہ صرف تیسری شرط منظور ہے۔ لیکن قاصد کے چلے جانے کے بعد قریش کو ندامت ہوئی۔ انہوں نے ابوسفیان کو سفیر بنا کر بھیجا کہ حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید کرا لائیں۔ ابوسفیان نے مدینہ آ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں درخواست کی۔ بارگاہ رسالت ﷺ سے کچھ جواب نہ ملا۔ ابوسفیان نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو بیچ میں ڈالنا چاہا۔ لیکن سب نے کانوں پر ہاتھ رکھا۔ ہر طرف سے مجبور ہو کر سیدہ فاطمہ زہراؓ کے پاس آیا۔ حضرت حسن پانچ برس کے بچے تھے۔ ابوسفیان نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اگر یہ بچہ اتنا زبان سے کہہ دے کہ میں نے دونوں فریقوں میں بیچ بچاؤ کرا دیا تو آج سے عرب کا سردار پکارا جائے گا۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ نے فرمایا بچوں کو ان معاملات میں کیا دخل۔ بالآخر ابوسفیان نے حضرت علیؓ کے ایما سے مسجد نبوی میں جا کر اعلان کر دیا کہ میں نے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کر دی۔

ابوسفیان نے مکہ جا کر لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو سب نے کہا کہ یہ نہ صلح ہے کہ ہم اطمینان سے بیٹھ جائیں اور نہ جنگ ہے کہ لڑائی کا سامان کیا جائے۔ مگر آنحضرت ﷺ نے مکہ میں تیاریاں کی۔ اتحادی قبائل کے پاس قاصد بھیجے کہ تیار ہو کر آئیں۔ احتیاط کی گئی کہ اہل مکہ کو خبر نہ ہونے پائے۔

غرض 10 رمضان المبارک سن 8 ہجری کو لشکر نبوی ﷺ نہایت عظمت شان سے مکہ معظمہ کی طرف بڑھا۔ دس ہزار آراستہ فوجیں رکاب میں تھیں۔ قبائل عرب راہ میں آ کر ملتے جاتے تھے۔ مرالظہر ان پہنچ کر لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور فوجیں دور دور تک پھیل گئیں۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے ایک منزل یا اس سے بھی کم فاصلہ پر ہے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے تمام فوج نے الگ الگ آگ روشن کی۔ جس سے تمام صحرائے وادی روشن ہو گیا۔ فوج کی آمد کی بھنک قریش کے کانوں میں پڑ چکی تھی۔ تحقیق کے لئے انہوں نے حکیم بن حزام (حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے) ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کو بھیجا۔ خیمہ نبوی ﷺ کی دربانی پر جو دستہ متعین تھا۔ اس نے ابوسفیان کو دیکھ لیا۔ حضرت عمرؓ جذبہ انتقام کو ضبط نہ کر سکے۔ تیز قدمی سے آگے بڑھے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں آ کر عرض کی کہ کفر کے استحصال کا وقت آ گیا۔ لیکن حضرت عباسؓ نے جان بخشی کی درخواست کی۔ حضرت عمرؓ نے دوبارہ عرض کیا۔ حضرت عباسؓ نے کہا عمرؓ! اگر یہ شخص تمہارے قبیلے کا آدمی ہوتا تو تم اس قدر سخت دلی نہ کرتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ یہ نہ فرمائیں۔ آپ جس دن اسلام لائے تھے مجھے جو مسرت ہوئی تھی خود میرا باپ خطاب اسلام لاتا تو مجھ کو اس قدر خوشی نہ ہوتی۔

ابوسفیان کے تمام پچھلے کارنامے آپ سب کے سامنے تھے اور ایک ایک چیز اس کے قتل کی دعویدار تھی۔ اسلام کی عداوت' مدینہ پر بار بار حملہ' قبائل عرب کا اشتعال اور آنحضرت ﷺ کو خفیہ قتل کرانے کی سازش۔ ان میں سے ہر چیز اس کے خون کی قیمت ہو سکتی تھی۔ لیکن ان سب سے بالاتر ایک اور چیز (عفو نبوی ﷺ) تھی۔ اس نے

ابوسفیان کے کان میں آہستہ سے کہا کہ خوف کا مقام نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ گرفتار ہونے کے ساتھ ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا۔ لیکن طبری وغیرہ میں اس اجمال کی تفصیل میں حسب ذیل مکالمہ لکھا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... کیوں ابوسفیان۔ کیا اب بھی تم کو یقین نہیں آیا کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں؟۔

ابوسفیان ...... کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... کیا اس میں کچھ شک ہے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔

ابوسفیان ...... اس میں تو ذرا شبہ ہے۔

(بہر حال ابوسفیان نے اسلام کا اظہار کیا اور وہ بالاخر سچے مسلمان بن گئے۔ چنانچہ غزوہ طائف میں ان کی ایک آنکھ زخمی ہوئی اور جنگ یرموک میں وہ بھی جاتی رہی۔)

لشکر اسلام جب مکہ کی طرف بڑھا۔ قبائل عرب کی فوجیں جوش مارتی ہوئی بڑھیں۔ سب سے پہلے غفار کا پرچم نظر آیا۔ پھر ''جہینہ'' سعد بن ہذیم ہتھیاروں میں ڈوبے ہوئے تکبر کے نعرے مارتے ہوئے نکل گئے۔ ابوسفیان ہر دفعہ مرعوب ہو جاتے تھے۔ سب کے بعد انصار کا قبیلہ اس سروسامان سے آیا کہ آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ ابوسفیان نے متحیر ہوکر پوچھا کہ یہ کون لشکر ہے؟۔ حضرت عباسؓ نے نام بتادیا۔ دفعتہً سردار فوج حضرت سعد بن عبادہؓ ہاتھ میں علم لئے ہوئے برابر سے گزرے اور ابوسفیان کو دیکھ کر پکار اٹھے کہ آج گھسان کا دن ہے۔ آج کعبہ حلال کردیا جائے گا۔

سب سے اخیر کوکبہ نبویﷺ نمایاں ہوا جس کے پرتو سے سطح خاک پر نور کا فرش بچھا جاتا تھا۔ حضرت زبیر بن عوامؓ علمبردار تھے۔ ابوسفیان کی نظر جمال مبارک پر پڑی تو پکار اٹھے کہ حضورﷺ نے سنا عبادہ کیا کہتے ہوئے گئے؟ ...... ارشاد ہوا کہ عبادہ نے غلط کہا۔ آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔ یہ کہہ کر حکم دیا کہ فوجی علم عبادہؓ سے لے کر ان کے بیٹے کو دیا جائے۔ مکہ پہنچ کر آپﷺ نے حکم دیا کہ علم نبویﷺ مقام حجون پر نصب کیا جائے۔ حضرت خالد کو حکم ہوا کہ فوجوں کے ساتھ بالائی حصہ کی طرف آئیں۔ اعلان کردیا گیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا یا ابوسفیان کے ہاں پناہ لے گا یا دروازہ بند کرلے گا یا خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا اس کو امن دیا جائے گا۔ تاہم قریش کے ایک گروہ نے مقابلے کا قصد کیا اور خالد کی فوج پر تیر برسائے۔ چنانچہ تین صحابہ کرامؓ حضرت کرز بن جابر فہریؓ، حضرت جیشؓ بن اشعر اور حضرت سلمہ بن المیلاؓ نے شہادت پائی۔ حضرت خالد نے مجبور ہوکر حملہ کیا۔ یہ لوگ تیرہ لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ آنحضرتﷺ نے تلواروں کا چمکنا دیکھا تو حضرت خالدؓ سے باز پرس کی۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ ابتداء مخالفین نے کی تو آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قضائے الٰہی یہی تھی۔

لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ قیام کہاں فرمائیں گے؟۔ کیا اپنے قدیم مکان میں؟۔ شریعت میں مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ ابو طالب (آنحضرت ﷺ کے عم) نے جب انتقال کیا تھا تو ان کے صاحبزادے عقیل اس وقت کافر تھے۔ اس لئے وہی وارث ہوئے۔ انہوں نے یہ مکان ابو سفیان کے ہاتھ بیچ ڈالے تھے۔ اس بنا پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عقیل نے گھر کہاں چھوڑا کہ میں اس میں اتروں۔ اس لئے مقام حنیف میں ٹھہروں گا۔ جہاں قریش نے ہمارے خلاف کفر کی تائید میں عہد و پیمان کیا تھا۔

خدا کی شان کہ حرم محترم جو خلیل بت شکن کی یادگار تھا اس کی آغوش میں 360 بت جا گزیں تھے۔ آنحضرت ﷺ ایک ایک کو لکڑی کی نوک سے ٹھوکے دیتے جاتے اور یہ پڑھتے جاتے تھے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔ عین کعبہ کے اندر بہت سے بت تھے جن کو قریش خدا مانتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے کعبے میں داخل ہونے سے پہلے حکم دیا کہ سب نکلوا دیئے جائیں۔

خطبہ فتح

شہنشاہ اسلام کا یہ پہلا دربار تھا۔ عام تھا خطبہ سلطنت۔ یعنی بارگاہ احدیت کی تقریر۔ خلافت الٰہی کے منصب سے رسول اللہ ﷺ نے ادا کی۔ جس کا خطاب صرف اہل مکہ سے نہیں بلکہ تمام عالم سے تھا۔ ایک خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس نے اپنے بندہ کی مدد کی اور تمام جتھوں کو تنہا توڑ دیا۔ ان تمام مفاخر' تمام انتقامات' خون بہائے قدیم' تمام خون بہا' سب میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ صرف حرم کعبہ کی تولیت اور حجاج کی آب رسانی اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اے قوم قریش! اب جاہلیت کا غرور اور نسبت کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔ پھر قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ترجمہ:...... ''لوگو! میں نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے کہ آپس میں ایک دوسرے سے پہچان لئے جاؤ۔ لیکن خدا کے نزدیک شریف وہ جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ خدا دانا اور واقف کار ہے۔ خدا نے شراب کی خرید و فروخت حرام کر دی۔ تمام عقائد اور اعمال کا اصل الاصول اور دعوت اسلام کا اصلی پیغام توحید ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اسی سے ابتدا کی گئی۔''

خطبہ کے اصولی مطالب

عرب میں دستور تھا کہ کوئی شخص کسی کو قتل کر دیتا تھا تو اس کے خون کا انتقام لینا خاندانی قرض قرار پاتا تھا۔ یعنی اگر اس وقت قاتل ہاتھ نہ آ سکا تو خاندانی دفتر میں مقتول کا نام لکھا جاتا اور سینکڑوں برس گزرنے کے بعد بھی انتقام کا فرض ادا کیا جاتا تھا۔ قاتل اگر مر چکا ہے تو اس کے خاندان یا قبیلہ کے آدمی کو قتل کرتے تھے۔ اسی طرح خون

بہا کا مطالبہ خاندانی طور پر چلا آتا تھا۔ یہ خون کا انتقام عرب میں سب سے بڑے فخر کی بات تھی۔ اس طرح اور بہت سی لغو باتیں مفاخر قومی میں داخل ہوگئی تھیں۔ اسلام ان سب کے مٹانے کے لئے آیا تھا اور اس بنا پر آپ ﷺ نے اس طریق انتقام اور خون بہا۔ نیز اور تمام غلط مفاخر کی نسبت فرمایا کہ میں نے ان کو پاؤں سے کچل دیا۔ عرب اور تمام دنیا میں نسل اور قوم وخاندان کے امتیاز کی بنا پر ہر قوم میں فرق مراتب قائم کئے گئے تھے۔ جس طرح ہندوؤں نے چار ذاتیں قائم کیں اور شودر کو وہ درجہ دیا جو جانوروں کا درجہ ہے اور اس کے ساتھ یہ بندش کردی کہ وہ کبھی اپنے رتبہ سے ایک ذرہ آگے نہ بڑھنے پائے۔ اسلام کا سب سے بڑا احسان جو اس نے تمام دنیا پر کیا مساوات عام کا قائم کرنا تھا۔ یعنی عرب وعجم شریف ورذیل‘ شاہ وگدا سب برابر ہیں۔ ہر شخص ترقی کرکے ہر انتہائی درجہ کو پہنچ سکتا ہے۔ اس بنا پر آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید کی آیت پڑھی اور پھر توضیح فرمائی کہ تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔

خطبہ کے بعد آپ ﷺ نے مجمع کی طرف دیکھا تو جباران قریش سامنے تھے۔ ان میں وہ حوصلہ مند بھی تھے جو اسلام کو مٹانے میں سب کے پیشرو تھے۔ وہ بھی تھے جن کی زبانیں رسول اکرم ﷺ پر گالیوں کے بادل برسایا کرتی تھیں۔ وہ بھی تھے جن کی تیغ وسناں نے پیکر قدسی ﷺ کے ساتھ گستاخیاں کی تھیں۔ وہ بھی تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے۔ وہ بھی تھے جو وعظ کے وقت آنحضرت ﷺ کی ایڑیوں کو لہولہان کردیا کرتے تھے۔ وہ بھی تھے جن کی تشنہ لبی خون نبوت کے سوا کسی چیز سے بجھ نہیں سکتی تھی۔ وہ بھی تھے جن کے حملوں کا سیلاب مدینہ کی دیواروں سے آ کر ٹکراتا تھا۔ وہ بھی تھے جو مسلمانوں کو جلتی ہوئی ریگ پر لٹا کر ان کے سینوں پر آتشیں مہریں لگایا کرتے تھے۔

رحمت دو عالم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور خوف انگیز لہجہ میں پوچھا کہ تم کو کچھ معلوم ہے؟۔ میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟۔ یہ لوگ اگرچہ ظالم تھے۔ بے رحم تھے۔ لیکن مزاج شناس تھے۔ پکار اٹھے کہ آپ ﷺ شریف بھائی ہیں اور شریف برادرزادہ ہیں۔ ارشاد ہوا کہ تم پر کچھ الزام نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ کفار مکہ نے تمام مہاجرین کے مکانات پر قبضہ کرلیا تھا۔ اب وہ وقت تھا کہ ان کو ان کے حقوق دلائے جاتے۔ لیکن آپ ﷺ نے مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ بھی اپنی مملوکات سے دست بردار ہوجائیں۔ نماز کا وقت آیا تو بلالؓ نے بام کعبہ پر چڑھ کر اذان دی۔ وہی سرکش جو ابھی رام ہوچکے تھے ان کی آتش غیرت پھر مشتعل تھی۔ عتاب بن اسید نے کہا خدا نے میرے باپ کی عزت رکھ لی کہ اس آواز کے سننے سے پہلے اس کو دنیا سے اٹھالیا۔ ایک اور سردار قریش نے کہا کہ اب جینا بے کار ہے۔

مقام صفا میں آپ ﷺ ایک بلند مقام پر بیٹھے جو لوگ اسلام قبول کرنے آتے تھے آپ ﷺ کے ہاتھ پر

بیعت کرتے تھے۔ مردوں کی باری ہو چکی تو مستورات آئیں۔ عورتوں کی بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ ان سے ارکان اسلام اور محاسن اخلاق کا اقرار لیا جاتا تھا۔ پھر پانی کے ایک پیالہ میں آنحضرت ﷺ دست مبارک ڈبو کر نکال لیتے تھے۔ آپ ﷺ کے بعد عورتیں اسی پیالہ میں ہاتھ ڈالتی تھیں اور بیعت کا معاہدہ پختہ ہو جاتا تھا۔ ان مستورات میں ہندہ بھی آئی۔ یہ وہی ہندہ ہے جو رئیس العرب عتبہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بیوی تھیں۔ حضرت حمزہؓ کو اسی نے قتل کرایا تھا اور ان کا سینہ چاک کر کے کلیجہ چبا گئی تھی۔ وہ نقاب پہن کر آئی۔ شریف عورتیں عموماً نقاب پہنتی تھیں۔ لیکن اس وقت یہ غرض بھی تھی کہ کوئی اس کو پہچاننے نہ پائے۔

رؤسا عرب میں دس شخص تھے جو قریش کے سرتاج تھے۔ ان میں صفوان بن امیہ جدہ بھاگ گئے۔ عمیر بن وہب نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ رئیس عرب مکہ سے جلاوطن ہوا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے علامات امان کے طور پر اپنا عمامہ عنایت کیا۔ عمیر جدہ پہنچ کر ان کو واپس لائے۔ حنین کے معرکہ تک یہ اسلام نہیں لائے۔ بعد میں مسلمان ہوگئے۔ عبداللہ بن زبعری عرب کے مشہور شاعر تھے جو پہلے آنحضرت ﷺ کی ہجویں کیا کرتے تھے اور قرآن مجید پر نکتہ چینیاں کرتے تھے۔ نجران بھاگ گئے۔ لیکن پھر آ کر اسلام لائے۔

ارباب سیر کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے گو امن عطا کیا تھا۔ تاہم دس شخصوں کی نسبت حکم دیا کہ جہاں ملیں قتل کر دیئے جائیں۔ ان میں سے بعض مثلاً عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ خونی مجرم تھے اور قصاص میں قتل کئے گئے تھے۔ لیکن متعدد ایسے تھے کہ ان کا صرف یہ جرم تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کو مکہ میں ستایا کرتے تھے یا آپ کی ہجو (شان میں گستاخانہ کلام) میں اشعار کہا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک عورت اس جرم پر قتل کی گئی کہ وہ آپ ﷺ کے ہجو یہ اشعار گایا کرتی تھی۔ لیکن محدثانہ تنقید کی رو سے یہ بیان صحیح نہیں۔ اس جرم کا مجرم تو سارا مکہ تھا۔ کفار قریش میں سے (بجز دو چار کے) کون تھا جس نے آنحضرت ﷺ کو سخت سے سخت ایذائیں نہیں دیں؟۔ بایں ہمہ انہی لوگوں کو یہ مژدہ سنایا گیا کہ تم لوگ آزاد ہو جن لوگوں کا قتل بیان کیا جاتا ہے وہ تو نسبتاً کم درجہ کے مجرم تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ روایت صحاح ستہ میں موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔ خیبر میں جس یہودی عورت نے آپ ﷺ کو زہر دیا اس کی نسبت لوگوں نے دریافت بھی کیا کہ اس کے قتل کا حکم ہوگا۔ ارشاد ہوا کہ نہیں۔ خیبر کے کفرستان میں ایک یہودیہ زہر دے کر رحمت دو عالم ﷺ کے طفیل سے جانبر ہو سکتی ہے تو حرم میں اس سے کم درجہ کے مجرم عفو نبوی ﷺ سے کیوں کر محروم رہ سکتے ہیں۔

اگر روایت پر قناعت نہ کی جائے تو روایت کے لحاظ سے بھی یہ واقعہ بالکل ناقابل اعتبار رہ جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں صرف ابن خطل کا قتل مذکور ہے اور یہ مسلم ہے کہ وہ قصاص میں قتل کیا گیا۔ مقیس کا قتل بھی شرعی قصاص تھا۔ باقی جن لوگوں کی نسبت حکم قتل کی وجہ بیان کی جاتی ہے وہ کسی زمانے میں آنحضرت ﷺ کو ستایا کرتے تھے۔ وہ روایتیں

صرف ابن اسحٰق تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ یعنی اصول حدیث کی رو سے روایت منقطع ہے۔ جو قابل اعتبار نہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ بعض سرداران قریش جو مخالفین اسلام کے پیشرو تھے۔ آنحضرتﷺ کی مکہ تشریف آوری کی خبر سن کر مکہ سے بھاگ گئے تھے۔ لیکن یہ صرف ابن اسحٰق کا قیاس ہے کہ وہ اس وجہ سے بھاگے تھے کہ ان کے قتل کا حکم دیا گیا تھا۔ ان اشتہاری مفرورین میں ابن اسحٰق نے عکرمہ کو بھی شمار کیا ہے جو ابوجہل کا فرزند تھا۔ لیکن موطا امام مالک میں جس کی نسبت امام شافعیؒ کا قول ہے کہ آسمان کے نیچے قرآن مجید کے علاوہ کوئی کتاب اس سے زیادہ صحیح نہیں۔ یہ واقعہ اس طرح منقول ہے کہ:

”حارث بن ہشام کی صاحبزادی ام حکیم عکرمہ بن ابوجہل کی زوجہ تھیں۔ وہ فتح مکہ کے دن اسلام لائیں۔ لیکن ان کے شوہر عکرمہ بن ابوجہل اسلام سے بھاگ کر یمن چلے گئے۔ ام حکیمؓ یمن گئیں اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہوگئے اور مکہ میں آئے۔ آنحضرتﷺ نے جب ان کو دیکھا تو فرط مسرت سے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور اس تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ آپﷺ کے جسم مبارک پر چادر تک نہ تھی۔ پھر آپﷺ نے ان سے بیعت لی۔“ (کتاب النکاح)

یہ بات بھی اس موقع پر خاص طور پر لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ جن لوگوں کو امن دیا جاتا تھا وہ اسلام پر مجبور نہیں کئے جاتے تھے۔ تمام مورخین اور ارباب سیر نے تصریح کی ہے کہ حنین کی لڑائی میں جو فتح مکہ کے بعد پیش آئی لشکر اسلام میں مکہ کے بہت سے کفار بھی شامل تھے جو اس وقت تک کافر تھے اور شکست بھی زیادہ تر اسی وجہ سے ہوئی کہ پہلے حملہ میں انہی کافروں کے قدم اکھڑے اور اس ابتری کی وجہ سے مسلمانوں کے قدم بھی نہ ٹھہر سکے۔

حرم میں نذر اور ہدایا کا خزانہ ایک مدت سے جمع ہوتا چلا آتا تھا۔ وہ محفوظ ہو گیا۔ لیکن مجسمہ جات اور تصویریں برباد کر دی گئیں۔ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مجسمے بھی تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویریں بھی تھیں۔ جس سے لوگوں نے قیاس کیا کہ کسی زمانے میں عیسائیت کا اثر زیادہ غالب ہو گیا تھا۔ رنگین تصویریں جو دیواروں پر تھیں مٹانے پر بھی ان کے دھندلے نشان رہ گئے تھے اور حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی تعمیر تک باقی رہے۔

مکہ معظمہ میں آنحضرتﷺ کا قیام پندرہ دن تک رہا۔ جب آپﷺ یہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت معاذ بن جبلؓ کو اس خدمت پر مقرر کرتے گئے کہ لوگوں کو اسلام کے مسائل اور احکام سکھائیں۔ فتح کا اصلی مقصد اشاعت توحید اور اعلاء کلمۃ اللہ تھا۔

کعبہ میں سینکڑوں بت تھے۔ جن میں ہبل بھی تھا۔ جو بت پرستوں کا خدائے اعظم تھا۔ یہ انسان کی صورت کا تھا اور یاقوت احمر سے بنا تھا۔ سب سے پہلے جس نے اس کو کعبہ میں لاکر رکھا تھا خزیمہ بن مدرکہ تھا جو مضر کا

پوتا اور عدنان کا پڑپوتا تھا۔ ہبل کے سامنے سات تیر رہتے تھے۔ جن پر نہیں! اور ہاں! لکھا ہوا تھا۔ عرب جب کوئی کام کرنا چاہتے تھے تو ان تیروں پر قرعہ ڈالتے اور ہاں یا نہیں جو کچھ نکلتا اس پر عمل کرتے۔ جنگ احد میں ابوسفیان نے اسی ہبل کی جے پکاری تھی۔ وہ عین کعبہ کے اندر تھا۔ چنانچہ جب آنحضرت ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو اور بتوں کے ساتھ وہ بھی برباد کردیا گیا۔ مکہ کے اطراف میں اور بہت سے بڑے بڑے بت تھے۔ جن کے لئے حج کی رسمیں ادا کی جاتی تھیں۔ ان میں سب سے بڑے لات' مناۃ اور عزیٰ تھے۔ عزیٰ قریش کا اور لات اہل طائف کا معبود تھا۔ مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر نخلہ ایک مقام ہے۔ عزیٰ یہیں منصوب تھا۔ بنوشیبان اس کے متولی تھے۔ اہل عرب کا اعتقاد تھا کہ خدا جاڑوں میں لات کے ہاں اور گرمیوں میں عزیٰ کے ہاں بسیرا کرتا ہے۔ عزیٰ کے سامنے عرب وہ تمام مناسک اور رسوم بجالاتے تھے۔ اس کا طواف کرتے تھے اور اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے۔ مناۃ کا تخت گاہ مشلل تھا جو قدید کے پاس مدینہ منورہ سے سات میل ادھر ہے۔ وہ ایک بن گھڑا پتھر تھا۔ ازد غسان' اوس اور خزرج اس کا حج کرتے تھے۔ عمرو بن لحی نے جو اصنام قائم کیے تھے۔ یہ ان سب میں بالاتر تھا۔ اوس اور خزرج جب کعبہ کا حج کرتے تو احرام اتارنے کی رسم (بال منڈانا) اسی کے پاس آ کر ادا کرتے تھے۔ قبیلہ ہذیل کا بت سواع تھا۔ جو ینبع کے اطراف رہاط میں تھا۔ یہ ایک پتھر تھا۔ اس کے متولی بنولیحان تھے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

فکرِ آخرت

دار العمل کا رونا نافع اور دار الجزاء کا رونا بیکار ہے:

عن انس عن النبی ﷺ قال یا ایها الناس ابکوا فان لم تستطیعوا فتباکوا فان اهل النار یبکون فی النار حتی تسیل دموعهم فی وجوههم کانها جداول حتی ینقطع الدموع فتسیل الدما فتقرح العیون فلو ان سفنا از جیت فیها لجرت. (رواہ فی الشرح السنۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگو! خدا کے خوف سے روؤ اگر رونا اختیار میں نہ ہو یعنی اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلف روؤ۔ رونے والے کی شکل بناؤ۔ ان احوال کا تصور کرو جو خوف خداوندی سے رلا دے اور رقت طاری کرے حقیقت یہ ہے کہ دوزخی جہنم میں روئیں گے اور ان کے آنسو خون بن کر ان کے رخساروں پر اس طرح بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں اور جب ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون کا بہنا شروع ہو جائے گا۔ اور آنکھیں لہولہان ہو جائیں گی ان کی آنکھوں سے بہنے والا خون اور آنسوؤں کی زیادتی اس انداز سے ہوگی کہ اگر ان کے آنسوؤں کے بہاؤ میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی چلنے لگیں گی۔

یعنی یہ دنیا جو کہ دار العمل ہے اس میں اللہ کے سامنے جتنا رویا جائے کارآمد اور بخشش کا ذریعہ ہے اور غافل رہ کر خواب غفلت میں اپنے عقائد و اعمال بد کی طرف توجہ ہی نہ دی اور نہ اس سے تائب ہونے اور مغفرت کے لئے رجوع الی اللہ کی تو اس دار فانی سے دار الجزاء منتقلی کے بعد اگر اپنے جرائم پر سزا کو دیکھ کر روئیں۔ بلکہ آنسوؤں کی بجائے آنکھوں سے خون کا سمندر بھی امڈ آئے تو پھر نہ بخشش ہے اور نہ رونے سے عذاب الٰہی میں کمی۔ کیونکہ اللہ کی ہیبت و عظمت کے پیش نظر آنکھوں سے رونے کی صورت میں قطروں کا بہنا اللہ کے نزدیک بہترین عمل ہے اور عمل کی جگہ دنیا ہے جزا و سزا کا مرتب ہونا ہے نہ کہ آخرت وہ تو یوم الجزاء ہے جس میں دنیا میں رہتے ہوئے اعمال پر بدلہ ملتا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا خوف خدا:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ جن کو حضور ﷺ نے زندگی میں جنتی ہونے کی بشارت دی بلکہ جنتیوں کی ایک

جماعت کا سردار بنایا۔ اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں میں بہترین مقام حضرت صدیقؓ کا ہے۔ اتنے مناقب کے باوجود خوف خدا کا یہ حال کہ فرمایا کرتے تھے کہ میں انسان کی بجائے درخت ہوتا جسے کاٹنے کے بعد جلا کر ختم کر دیا جاتا۔ کبھی فرماتے کہ کاش میں گھاس ہوتا کہ جانور اسے کھا لیتے۔ کسی جنگل میں گزرتے ہوئے ایک جانور کو دیکھا جو سائے میں بیٹھ کر آرام سے سانس لے رہا تھا فرمایا کہ کس قدر مزے میں ہے یہ جانور' کھاتا پیتا ہے۔ درخت کے سایہ میں بے فکر محو آرام ہے اور آخرت میں اے جانور تجھ سے کوئی حساب لینا نہیں۔

امیر المومنین عمر فاروقؓ کا خوف خدا:

امیر المومنین فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب اکثر ایک تنکا ہاتھ میں لے کر فرماتے' کاش میں بھی ایک تنکا ہوتا۔ یہ وہ عظیم المرتبت' اللہ و رسول کا شیدائی ہے کہ اس کے نام سے اُس دور کی قیصر و کسریٰ جو سپر طاقتیں تھیں اپنے محلات میں بیٹھ کر بھی کانپتے تھے۔ جب رعایا کی حالت معلوم کرنے کیلئے ایک رات دورے پر نکلے ایک بے سہارا عورت اور اس کے بچوں کو بھوک سے نڈھال حالت میں دیکھا کہ ماں نے بچوں کی تسلی کے لئے پانی کو آگ پر چڑھایا ہوا ہے تو خود بیت المال جا کر آٹا و دیگر ضروریات سے بوری بھر کر اپنی کمر پر لادنے کا حکم دیا۔ خدام نے سامان خود لے جانے پر اصرار کیا۔ مگر اس بندہ خدا کا جواب تھا کہ روز قیامت ہر کسی کو اپنا اپنا بوجھ خود اٹھانا ہے اور قیامت کے دن مجھ سے ہی اس لاچار و بے سہارا عورت کی بھوک و افلاس کا پوچھا جائے گا نہ کہ خدام سے۔

ام المومنین سیدہ عائشہؓ کا خوف خدا:

رحمۃ للعالمین کی سب سے پسندیدہ بیوی ام المومنین عائشہؓ اپنے حصہ کی ہزاروں روپے کی غنیمت اپنی کنیز کے ہاتھ ایک ہی وقت میں حاجتمندوں کے ہاں تقسیم کر کے خود بھوکی رہتی ہیں۔

خالق کائنات نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ان کی براۃ میں کئی آیات کا نزول فرمایا' روح الامین جبرئیلؑ ان کی خدمت میں حضورؐ کے ذریعہ سلام پیش کر رہے ہیں۔ اہم مسائل اور احکام شرعیہ میں اجلہ صحابہ ان کی طرف رجوع کر کے عائشہؓ کے فقاہت دینی سے استفادہ کرتے۔ ان تمام کمالات و عبادات کے ہوتے ہوئے بھی تمنا کرتیں کہ کاش میں درخت کا پتا ہوتی کہ روز حساب اپنے اعمال کی جواب دہی کے دل دہلانے والے لمحات سے محفوظ رہتی۔ یہی ہے وہ خوف خدا' جس نے ان مقدس و برگزیدہ ہستیوں کو تمام عمر چین اور سکھ سے جینے نہیں دیا۔

جب خلوت میں خوف خدا رفیق ہو:

ورجل دعته امرأة ذات حسب وجمال فقال انی اخاف الله۔

ترجمہ: وہ شخص جس کو کوئی حسین و شریف عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہہ دے کہ تمہاری قربت سے اللہ کا ڈر

مانع ہے۔

تقویٰ کا مطلب یہ نہیں کہ انسان صرف نماز‘ روزہ‘ حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی کر کے اپنے کو فلاح یافتہ مسلمان سمجھے بلکہ اس کا اپنے دل میں اللہ کا خوف جاگزین و مستحکم کرنا ہے کہ میری ہر حرکت و عمل کا اللہ کے دربار میں محاسبہ ہوگا۔ حقوق العباد ہوں یا حقوق اللہ‘ کوتاہی کی صورت میں سب کے لئے رب العالمین کے سامنے جوابدہی کرنی ہوگی۔

ووجدوا ما عملوا حاضرا۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ جیسے واضح اور محکم ارشادات ربانی کے مطابق ذرہ ذرہ کو پیش ہونا ہی ہے اور یہ خوف خلوت و جلوت میں ساتھ رہے کہ مجھے ایک دن اس دنیا سے رخصت ہونا ہی ہے جس کے بعد عالم برزخ یعنی قبر کا مرحلہ شروع ہو کر نکیر و منکر سے اللہ و رسول ﷺ کے بارہ میں سوالات کا سامنا کرنا پڑے گا‘ جس کے بعد قبر ہی سے روضۃ من ریاض الجنۃ یا حفرۃ من حفر النار کے مکافات عمل کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس طویل ترین دور کا خاتمہ یہاں نہیں بل‘ قبر سے اٹھ کر بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے حاضر ہو کر اس کے بے پناہ انعامات کے صلہ میں اپنے ہر عمل کا حساب چکانا ہے۔ آگ و خون کو عبور کرنے کا سخت ترین مرحلہ تو پل صراط کو پار کرنے کا ہے پھر کچھ معلوم نہیں کہ نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں پکڑا کر جنت کا پروانہ ملتا ہے یا ایسے ہاتھ میں ملتا ہے جو جہنم و عذاب ابدی میں داخلے کا وارنٹ ہے۔

صحابہ کرامؓ اور خوف خدا:

خوف خدا کا جو مظاہرہ حضور ﷺ کے برگزیدہ ساتھیوں یعنی صحابہ کرامؓ کے افعال و اعمال سے معلوم ہوتا ہے اس میں آج کے برائے نام مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اسلام کے وہ درخشندہ ستارے جن کو زندگی میں ہی جنت کی بشارتوں سے نوازا گیا ان کی پوری زندگیاں اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت‘ دین کی سربلندی کے لئے وقف تھیں اور اس راہ میں ایسے مصائب کے پہاڑ ہر ایک پر ٹوٹے کہ آج کے دور میں ان کا تصور بھی بدن پر رونگٹے کھڑے ہونے کے لئے کافی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تاریخ کے مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ حضورؐ کے ان شیدائیوں کا ہر فرد خوف خدا کے جذبہ سے لبریز تھا۔ یہ صرف ”مشت نمونہ خروار“ کے طور پر تین صحابہؓ کا ذکر ہوا۔

خوف خدا کی برکات:

اگر اسی ایک جذبہ ”خوف خدا“ کو آج اپنایا جائے تو مسلمانوں کی زبوں حالی‘ دینی لحاظ سے پستی و انحطاط پر مکمل طور سے قابو پا کر ہم ایک بار پھر ایک دیندار‘ وفا شعار اور دنیا کے نقشے پر فاتح و غالب قوم کی حیثیت سے ابھر سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے اولین شرط یہ کہ ہم میں سے ہر مسلمان اپنے قول و فعل سے پہلے فرمان الٰہی ولتنظر نفس ما قدمت لغد کے مطابق سوچے کہ میرے ہر عمل کا کل مجھے خدا کے سامنے جواب دینا ہے۔ اور ”خوف خدا“ کی یہ بہترین صفت جس کے دل و دماغ میں رچ بس جائے تو ایک اعلیٰ ترین حسب و نسب اور حسن والی دوشیزہ کیا کہ اس فانی

دنیا کی کوئی پرکشش چیز جو شریعت سے متصادم ہو اسے اپنی طرف مائل بھی کر نہ سکے گی۔ ایسے ہی پاکدامن وعفیف مسلمان کہ گناہ کے تمام وسائل واسباب دستیاب ہونے کے باوجود بھی وہ گناہ سے اجتناب کرے کہ اللہ کے سامنے پیش ہو کر عمل بد کا وبال برداشت کرنا ہے۔ وہ بھی روز محشر کی سختیوں اور مصائبوں سے اللہ کے عرش ورحمت کے سایہ کے نیچے محفوظ رہے گا۔

انفاق فی سبیل اللہ:

ورجل تصدق فاخفاها حتی لاتعلم شماله ماانفق یمینه.

انسان کو اللہ نے جو کچھ اس کی ملکیت میں دیا ہے انسان غلط فہمی کی بناء پر سمجھتا ہے کہ یہ اس کا حقیقی مالک ہے حالانکہ ان تمام اشیاء بلکہ انسان اپنے بدن کا بھی مالک حقیقی وخود مختار نہیں' جب خود اپنے جسم کا بھی مالک نہیں تو پھر انسان کا مال کب اس کا ہوا۔ بلکہ یہ مال ودولت بھی اس کے ہاتھ میں امانت ہے جس میں وہ محض امین ہے کہ جہاں خدا کی اجازت ہو وہاں صرف کرنے کا اختیار ہے اور جہاں ممانعت ہے اس کو قطعاً صرف کرنے کا کوئی اختیار نہیں اس لئے اگر مال میں اللہ کی مرضی (یعنی احکام شرعیہ) کے خلاف تصرف کیا جائے تو وہ امانت میں خیانت اور خیانت کرنا سنگین جرم ہے۔

اب جب مال ودولت کا اصل وارث ومالک رب العالمین ہے تو اس نے اپنے نائب وخلیفہ انسان کو اس کے خرچ کے مختلف طریقے بھی ذکر فرما دیئے ان میں سے ایک طریقہ حاجتمندوں' فقراء ومساکین کی حوائج کو پورا کرنے کے لئے ان پر صدقہ یعنی خیر وخیرات بھی ہے' کیونکہ ایک شخص کے حق میں دولت کے ارتکاز کا اسلام سخت مخالف ہے' قرآن میں اور اسی طرح احادیث مقدسہ میں بے شمار مقامات پر ایسے لوگوں کی مذمت اور ان کے لئے قبر وجہنم کے عذاب کا وعید کیا گیا ہے۔ جو صاحب ثروت ہوتے ہوئے بھی اپنے مال وزر پر سانپ کی طرح بیٹھ کر حاجت مندوں کی حاجت روائی تصدق کے ذریعہ نہ کریں اور انفاق فی سبیل اللہ کرنے والوں کے لئے بے شمار اجور ومراتب کے ذکر پر قرآنی آیات اور نبوی اقوال مشتمل ہیں۔

ایک جگہ اور ارشاد باری ہے: مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة و الله یضاعف لمن یشاء و الله واسع علیم۔

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کے راستے میں ایک دانے کی طرح ہے کہ اس سے سات بالیں اگیں ہر بال میں سو دانے ہوں اور اللہ اس سے بھی دگنا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔

آیت کا مطلب صاف واضح ہے کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو اس کو ایک روپے (مثلاً) خرچ

کرنے کے بدلے سات سو نیکیاں ملیں گی اور پھر صرف سات سو میں یہ اجر محدود نہیں بلکہ اللہ کی شان کریمانہ ورحیمانہ کے تقاضا کے مطابق یہ عدد چودہ سو بھی ہو سکتا ہے۔

صدقات کی فضیلت کے بارہ میں رحمۃ للعالمینؐ کے چند ارشادات بھی ذکر کر رہا ہوں۔

قال رسول اللہ ﷺ ان الصدقۃ لتطفی غضب الرب وتدفع میتۃ السوء (احمد)

ترجمہ: صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بری حالت کی موت سے بچاتا ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ مامن یوم یصبح العباد فیہ الاملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقاً خلفا ویقول الاخر اللھم اعط ممسکاً تلفاً (بخاری ومسلم)

ترجمہ: روزانہ ہر صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں ایک یہ دعا دیتا ہے کہ الٰہی تو سخی اور خرچ کرنے والے کے مال میں زیادتی اور برکت دے اور دوسرا کہتا ہے کہ نہ دینے والے بخیل اور کنجوس کے مال میں کمی کر دے اور اسے برباد کر دے۔

قال رسول اللہ ﷺ تصدقوا فان الصدقۃ فکاککم من النار (ترغیب)

ترجمہ: صدقہ کیا کرو کیونکہ صدقہ تم کو دوزخ سے بچا لے گا۔

احادیث کے ذخیرہ میں ایسے بیسیوں فرمودات میں اللہ کی راہ میں تصدق کرنے والوں کے درجات وثمرات کا ذکر ہے ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اپنے غربت اور فقر کے باوجود اپنے تھوڑے سے مال میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا اس کو امیر آدمی کے بہت سے مال سے بھی زیادہ ثواب ملے گا' یہاں تک کہ مفلس ومحتاج کا ایک درہم امیر کے ایک لاکھ درہم سے بڑھ کر ثواب رکھتا ہے۔

لیکن تصدق پر درجات واجور ملنے کے لئے سب سے اہم شرط یہ کہ تصدق خالص اللہ کی رضا کے لئے ہو نہ اس لئے کہ لوگوں میں شہرت اور دکھلاوے کے لئے۔ جیسے کہ آج کل پہلے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہیں اگر کبھی دل میں خیال آ بھی جائے تو خواہش ہوتی ہے کہ فرض زکوٰۃ کی تقسیم کی بھی لوگوں' اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ میں خوب تشہیر ہو جائے۔ اخبارات میں بڑے بڑے عنوانات سے رقم دینے کا ذکر بمع تصاویر آ جائے۔ فرض کی ادائیگی کے لئے بھی مجالس ومحافل کا انعقاد کیا جائے۔ یہی حالت نفلی صدقات کی بھی ہے۔

نام ونمود اور ریاء کی مذمت:

ایسے نام ونمود ونمائشی صدقات کی حقیقت خالق کائنات نے اس انداز میں ذکر فرمائی۔ یاایھا الذین امنوا لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ' رئاء الناس ولایؤمن باللہ والیوم الاخر فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدا۔

۳۵۸

لایقدرون علیٰ شیئ مما کسبوا واللہ لایہدی القوم الکافرین۔

ترجمہ: اے ایمان والوں تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات اور احسان کو برباد نہ کرو' جو شخص اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کو دکھانے کے لئے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور روز قیامت پر اس کی مثال ایسی ہے جیسا ایک چکنا پتھر جس پر کچھ مٹی لگی ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑے جو اس کو بالکل صاف کر دے' ایسے لوگوں کو اپنے ہاتھ کی کمائی ذرا ہاتھ نہ لگے گی' اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راستہ نہیں بتلاتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا و خوشنودی کی خالص نیت کے سوا انفاق اور خرچ کے جتنے بھی محرکات ہوتے ہیں ان سب کا مطلوب و مدعا ہیر پھیر کر غیر اللہ ہوتا ہے۔ خواہ اپنے نفس کی خوشی و خواہش یا نام و نمود اور عزت و شہرت' خواہ ارباب اقتدار کا ڈر دباؤ اور ظاہر ہے اللہ اور روز قیامت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے مال خرچ کرنے کے اسباب یہی کچھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک مخلص مسلمان کا ہر عبادت کی ادائیگی کے وقت یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ میرا ہر عمل روز قیامت رب العزت کے حضور پیش ہو کر اس پر نتیجہ ثواب کی صورت میں مرتب ہوتا ہی ہے' اور ایسے مخلص مسلمان کا ذکر رب تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا۔ وما تنفقون الا ابتغآ وجہ اللہ

پس ایسا شخص بھی عرش کے سایہ میں جلوہ افروز ہو گا جو دائیں ہاتھ سے خرچ کر کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چلنے دیتا نہ کہ ہماری خیرات اور نیکی کی طرح کہ سارے محلہ و شہر میں ڈھنڈورا پیٹیں اور پھر صرف اس پر بھی قناعت نہیں کرتے بلکہ وقت بے وقت جس کے ساتھ معمولی احسان کیا جائے۔ کرتے تو خدا کی رضا آخرت کے ثواب کے لئے مگر جن کے ساتھ یہ سلوک و احسان کرتے ہیں کچھ نہ کچھ زبانی و عملی ممنونیت اور شکر گزاری کی توقع قائم کر لیتے ہیں۔ جس میں اگر ان سے کوتاہی ہوتی ہے تو برا مانتے ہیں۔ اور بسا اوقات ایسی صورت میں اپنا احسان جتلانے اور یاد دلانے پر بھی اتر آتے ہیں جس سے سب کئے کرائے پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اس کی بڑی وجہ یہ کہ ہمارا نفس پوری طرح اپنے نفسیاتی جذبات سے پاک نہیں ہوتا کہ خدا و آخرت کے سوا کسی اور طرف کسی طرح کے اجر و ثواب کے لئے نظر اٹھ ہی نہیں جا سکتی' اللہ کے نام پر تو وہ خیرات و صدقہ ہے کہ بالکل خفیہ ہو باقی رہا نیت کا تعلق تو وہ اللہ کو معلوم ہوتا ہے۔

بخاری شریف کی ایک روایت:

بخاری شریف کی ایک روایت میں ایک نیک دل مسلمان کا ذکر ہے کہ جب اس نے اللہ کی راہ میں خفیہ انفاق کے فضائل سنے تو رات کی تاریکی میں اپنے آپ کو ڈھانپ کر ایک دیوار کی آڑ میں کھڑا ہوا کہ کوئی پہچانے بغیر کسی کے ہاتھ میں صدقہ کا مال تھما دوں۔ اتفاقاً وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا۔ اندھیرے میں اس کے ہاتھ میں رقم تھما دی۔ صبح لوگوں میں مشہور ہوا کہ رات ایک چور چوری کرنے جا رہا تھا کہ ایک سخی آدمی نے اسے بڑی دولت سے مالا مال کر دیا۔ صدقہ کرنے والا لوگوں کی یہ باتیں سن کر پریشان ہوا دل میں کہا یا اللہ عجب مسئلہ ہوا۔ خیرات بھی دے دی اور

وہ بھی ایک چور کو دوسرے دن سوچا کہ مرد تو چور ہو سکتے ہیں عورتیں چوری نہیں کرتیں۔ رات ایک خفیہ مقام پر کھڑا ہو کر راہ میں گزرنے والی ایک عورت کو اپنا خیراتی مال حوالہ کر دیا۔ صبح پھر شہر میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ فلاں زانیہ عورت کہیں زنا کے ارادے سے جارہی تھی کہ کسی نے بہت بڑی دولت اس کے حوالے کر دی یہ شخص پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہوا کہ اب کیا کیا جاوے۔ خفیہ خیرات کرنے کی نیت ادائیگی کی تو وہ بھی ایک بدکار عورت کو۔ تیسری رات پھر کسی مسجد میں اس نیت سے آیا کہ مسجد جیسی مقدس جگہ میں نہ چور کی موجودگی کا امکان ہے اور نہ تو زانیہ کی آمد کا۔ ایک شخص کو بیٹھا دیکھ کر اپنا صدقہ اسکے سپرد کر دیا۔ صبح ہوتے ہی شہر میں مشہور ہوا کہ رات فلاں نواب ورئیس کو مسجد میں کسی نے بہت بڑا مال دے دیا۔ انتہائی رنجیدہ و فکر مند ہوا کہ تین دفعہ صدقہ دیا۔ تینوں دفعہ بے جا مصرف اور مستحق و فقیر کو نہ پہنچا غیبی آواز آئی فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا صدقہ قبول ہو گیا۔ تم ثواب واجر کے حقدار ہو۔ اللہ اپنے بندے کی و اخلاص کو دیکھتا ہے۔ چور کے ہاتھ جب تمہاری دولت آئی۔ اس رات اس نے تیرے مال کی وجہ سے چوری نہ کی کہ چوری کا مقصد حصول مال ہے اور وہ مقصد حاصل ہو گیا۔ بدکارہ عورت دولت کی غرض سے زنا کرنے جارہی تھی۔ جب تمہارا دیا ہوا مال اسے ملا' اس نے اس رات زنا کا ارادہ ترک کر دیا۔ گناہ سے بچ گئی۔ ایک غنی آدمی دولت مند شخص تھا اس میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حوصلہ نہ تھا جب تمہاری طرف سے اسے دولت ملی۔ اسے بھی خیال آیا کہ جس خدا نے اس دینے والے کو مال و دولت دی ہے وہ تو اللہ کے نام پر دے رہا ہے جبکہ میں اللہ کی طرف سے دیئے ہوئے مال و زر کو اللہ کی راہ میں دینے سے کیوں کنارہ کر رہا ہوں۔ تمہیں دیکھتے ہوئے وہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر آمادہ ہوا۔

خلوص نیت:

معلوم ہوا کہ دارومدار نیت پر ہے۔ اور پھر ایک آدمی کے اخلاص عمل سے نہ صرف اس کا عمل قبول ہوا آخرت منور ہو گئی بلکہ اس کے للہی عمل کی وجہ سے تین اور مسلمان بھی برائی سے رک گئے۔ یہی صورت صرف انفاق فی سبیل اللہ کی نہیں بلکہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف کی پہلی روایت "انما الاعمال بالنیات" اور "لکل امری ما نوی" کے مطابق تمام عبادات واعمال صالح کی صحت وفساد کا انحصار نیت پر ہے۔ اگر کوئی عبادت خواہ نماز روزہ حج اور زکوۃ ہو اللہ کی رضا کیلئے ہو اس پر جزاوثواب کا اطلاق ہو گا۔ اور اگر دکھلاوے اور دنیاوی غرض کیلئے ہو تو صرف صورت تو عابد اور مطیع کی ہوئی' خدا کی طرف سے آخرت میں اس پر کوئی اجر وثواب کس حیثیت سے مل سکتا ہے؟

اللہ جل جلالہ' ہم سب کو اپنے اعمال خالص اللہ کی رضا جوئی کیلئے ادا کرنے کی توفیق نصیب فرما کر روز حشر کے شدائد سے بچنے کے اسباب وعوامل میسر فرمادیں۔

ماہنامہ الحق

الحاج عبدالقیوم

آخری قسط

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور تاج وتخت ختم نبوت کے ڈاکو!

اشاعت لٹریچر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے رد قادیانیت کے موضوع پر عربی' اردو' انگلش' سندھی میں پانچ سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں اور پمفلٹ شائع کیے جن میں بعض کی اشاعت لاکھوں سے متجاوز ہے۔ لاکھوں روپے کا دنیا میں فری لٹریچر مجلس تقسیم کرتی ہے۔

شعبہ تبلیغ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک تبلیغی اصلاحی جماعت ہے جو پوری دنیا میں اپنی تبلیغی مساعی جاری رکھے ہوئے ہے۔ ساٹھ سے زائد مبلغین ہمہ وقت تبلیغ اقامت دین' عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کوشاں ہیں اور پورے ملک میں جگہ جگہ بیانات' درس' ختم نبوت کانفرنسیں کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت میں شب و روز مصروف عمل ہیں۔

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ

۵/ اگست ۷۴ء بروز پیر' مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح	قومی تاریخی دستاویز ص ۱۷
۶/ اگست ۷۴ء بروز منگل' مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح	قومی تاریخی دستاویز ص ۵۵
۷/ اگست ۷۴ء بروز بدھ' مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح	قومی تاریخی دستاویز ص ۷۵
۸/ اگست ۷۴ء بروز جمعرات' مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح	قومی تاریخی دستاویز ص ۱۰۱
۹/ اگست ۷۴ء بروز جمعہ' مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح	قومی تاریخی دستاویز ص ۱۳۱
۱۰/ اگست ۷۴ء بروز ہفتہ' مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح	قومی تاریخی دستاویز ص ۱۴۹
۲۰/ اگست ۷۴ء بروز منگل' مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح	قومی تاریخی دستاویز ص ۱۶۰
۲۱/ اگست ۷۴ء بروز بدھ' مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح	قومی تاریخی دستاویز ص ۱۷۷
۲۲/ اگست ۷۴ء بروز جمعرات' مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح	قومی تاریخی دستاویز ص ۱۹۳
۲۳/ اگست ۷۴ء بروز جمعہ' مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح	قومی تاریخی دستاویز ص ۲۱۵

۲۴/ اگست ۷۴ء بروز ہفتہ مرزا ناصر قادیانی گروپ پر جرح — قومی تاریخی دستاویز ص ۲۲۶

۲۷/ اگست ۷۴ء بروز منگل صدر الدین لاہوری گروپ پر جرح — قومی تاریخی دستاویز ص ۲۴۱

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا استدلال لاجواب

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فرمایا کہ:

''تحقیقاتی عدالت میں یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ مسلمان لوگ مرزائیوں کی تقریروں اور تحریروں سے اس لئے بھی مشتعل ہوتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کی مخصوص اصطلاحات کو استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً یہ لوگ مرزا قادیانی کی بیوی کو سیدۃ النساء کہتے ہیں۔ اس پر مسٹر منیر نے مرزائی وکیل سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ سیدۃ النساء کا معنی ہے ''عورتوں کی سردار'' اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے مرزا قادیانی کی بیوی اپنے فرقہ کی عورتوں کی سردار تھیں۔ اس پر مسٹر منیر نے میری طرف دیکھا تو میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ جناب اگر چماروں کی کوئی پنچایت ہو اور ان کا سرپنچ کسی معاملہ کا فیصلہ کرے اور پھر ان چماروں میں سے کوئی آدمی سرپنچ کی جگہ چیف جسٹس کا لفظ بولے اور یوں کہے کہ ہمارے چیف جسٹس نے یوں فیصلہ دیا ہے تو کیا اس طرح کہنا جائز ہوگا؟۔ مسٹر منیر نے کہا کہ NEVER یعنی ہرگز نہیں۔ چنانچہ میں نے اخبار ''الفضل'' نکال کر دکھایا جس میں مرزا قادیانی کی بیوی کے انتقال کے موقع پر پہلے صفحہ پر جلی حروف میں یہ سرخی دی گئی تھی کہ ''سیدۃ النساء کا انتقال'' اس پر ججوں نے کہا تھا کہ اس پر مسلمانوں کا مشتعل ہونا حق بجانب ہے۔'' (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۱۸۳'۱۸۴)

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کا قادیانیوں کو چیلنج

اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعویٰ میں کوئی صداقت کی بو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں' احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں تو وہ نقد انعام وصول کر سکتے ہیں۔ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔ لیکن میں بحول اللہ وقوتہ اعلانا کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا قادیانی اور ان کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں کے تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ کر سکیں گے۔

قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے

☆...... وفاقی شرعی عدالت ۱۹۸۴ء — جناب جسٹس فخر عالم

☆......	سپریم کورٹ آف پاکستان ۱۹۸۸ء	(شرعی اپیلٹ بنچ) جناب جسٹس محمد افضل (چیف جسٹس)
☆......	لاہور ہائیکورٹ ۱۹۸۷ء	جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ
☆......	کوئٹہ ہائی کورٹ ۱۹۸۷ء	جناب جسٹس امیر الملک مینگل
☆......	لاہور ہائیکورٹ ۱۹۹۱ء	جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خاں
☆......	لاہور ہائیکورٹ ۱۹۹۲ء	جناب جسٹس میاں نذیر اختر
☆......	لاہور ہائیکورٹ ۱۹۸۱ء	جناب جسٹس گل محمد خاں
☆......	لاہور ہائیکورٹ ۱۹۸۲ء	جناب جسٹس میاں محبوب احمد
☆......	وفاقی شرعی عدالت ۱۹۹۱ء	جناب جسٹس گل محمد خاں (چیف جسٹس)
☆......	سپریم کورٹ آف پاکستان ۱۹۹۳ء	جناب جسٹس شفیع الرحمٰن
☆......	لاہور ہائی کورٹ ۱۹۹۴ء	جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خاں

لاہور ہائیکورٹ کا تاریخی فیصلہ...... محترم جسٹس خلیل الرحمٰن صاحب

تعارف فیصلہ!

قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی جائز ہے! انصاف کے ایوانوں میں جھوٹی نبوت کی ذلت ورسوائی!

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ، امابعد!

اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ میں قادیانیت کا فتنہ ایک ایسا فتنہ ہے جسے اسلام واہل اسلام کے لئے بلاشبہ خطرناک' مہلک اور بدترین قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس فتنہ کے بانی' فتان اعظم' مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ (بھارت) میں اس فتنہ کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ اس فتنہ کے سو سال پورے ہونے پر قادیانی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ کو ''صد سالہ جشن'' منانا چاہتے تھے۔

اپنے پاکستانی مرکز ربوہ میں یہ انتظام کیا کہ:

(۱)...... پورے ربوہ اور گردونواح کی پہاڑیوں اور عمارتوں پر چراغاں کیا جائے۔

(۲)...... بجلی بند ہونے کی صورت میں وسیع پیمانہ پر جنریٹروں کا انتظام کیا۔

(۳)...... مٹی کے ''دیئے'' کئی ٹرکوں پر منگوائے جو سرسوں کے تیل سے جلانے تھے۔

(۴)...... صد سالہ جشن کی مناسبت سے ربوہ میں سو گھوڑے' سو ہاتھی اور سو ملکوں کے جھنڈے لہرانے کا انتظام کیا۔

(۵)...... اس موقعہ پر ربوہ میں عورتوں اور مردوں کے لئے فوجی وردی تیار کی گئی جسے پہن کر انہیں عسکری طاقت کا مظاہرہ کرنا تھا۔

تماشہ دیکھئے کہ جھوٹے کے جھوٹ کے سو سال مکمل ہونے پر ''صد سالہ جشن'' اور وہ بھی آئین وقانون کی خلاف ورزی اور مسلمانوں کے لئے اشتعال کا باعث۔

قادیانی جماعت کی اس تیاری پر اسلامیان پاکستان کو تشویش لاحق ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فوری طور پر اپنی مرکزی ورکنگ کمیٹی کا دفتر مرکزیہ ملتان میں ۱۲ مارچ ۱۹۸۹ء کو اجلاس طلب کیا اور اس تشویش ناک صورت حال پر غور کر کے اہم فیصلے کئے۔

(۱)...... روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور' راولپنڈی' کراچی' ملتان' روزنامہ ''جنگ'' لاہور' کراچی' راولپنڈی' کوئٹہ، کے تمام ایڈیشنوں میں آخری صفحہ پر ہزاروں روپیہ کی لاگت سے اشتہار دیا' جس میں جشن پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا اور پابندی نہ لگنے کی صورت میں ۲۳ مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن ربوہ پر ''آل پاکستان ختم نبوت ریلی'' منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔

(۲)...... ۷ امارچ ۱۹۸۹ء کو پورے ملک کے تمام مکاتب فکر نے یوم احتجاج منایا۔

(۳)...... ۱۲ مارچ کو ملتان' ۱۸ مارچ کو بہاولنگر' ۱۹ مارچ دوالمیال جہلم میں عظیم الشان احتجاجی کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ربوہ میں مشترکہ جمعہ اور سرگودھا' جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کا اہتمام کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اپنے رفقاء کی ٹیم لے کر پورے پنجاب میں سرگرم عمل ہو گئے۔

(۴)...... ۱۸ مارچ کو سرگودھا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کی قیادت میں مسلمانان سرگودھا نے احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں تمام دینی جماعتوں اور شبان ختم نبوت نے بھرپور حصہ لے کر نمایاں کردار ادا کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا اور چنیوٹ نے ۲۳ مارچ کو سرگودھا اور چنیوٹ سے چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی طرف لانگ مارچ کا اعلان کیا۔ پورے ملک کے اخبارات میں احتجاجی بیانات اور غم وغصہ کا اظہار کیا گیا۔

۲۰ مارچ کو اسلام آباد میں مجلس عمل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اسلام آباد راولپنڈی کے تمام علماء کرام' جماعت اسلامی' جمعیت علماء اسلام' جمعیت اہل حدیث' جمعیت علماء پاکستان اور منہاج القرآن غرضیکہ تمام مکاتب فکر اور دینی جماعتوں کے پچاس نمائندگان نے شرکت کی۔ مولانا سید چراغ الدین نے مولانا سمیع الحق صاحب سے ہسپتال

جا کر ملاقات کی۔ انہوں نے بتایا کہ میری عیادت کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب جناب محمد نواز شریف آ رہے ہیں۔ ان سے میں دوٹوک بات کروں گا۔ وفاقی وزارت داخلہ و مذہبی امور کے نمائندگان عجیب ذہنی کیفیت اور دوغلی پالیسی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

مجلس عمل کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ مولانا زاہد الراشدی۔ آئی جے آئی کی جماعت کا وفد لے کر ہوم سیکرٹری پنجاب کو ملیں۔ اتحاد العلماء کے مولانا محمد عبدالمالک نے حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کے نام قاضی حسین احمد صاحب کا پیغام پہنچایا کہ اس جدوجہد میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہی پیغام ڈاکٹر طاہر القادری کی طرف سے ان کے نمائندے لائے۔

لاہور ہائیکورٹ میں کیس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا اللہ وسایا اور حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے پوری رات جاگ کر جواب الجواب تیار کیا۔ غازی نذیر احمد صاحب نے اس کیس کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے لئے باعث سعادت سمجھ کر اس کی تیاری کی۔ اگلے روز جب عدالت میں پیش ہوئے اور گھنٹوں دلائل و براہین کے ساتھ نپے تلے انداز میں مرزائیوں کا جواب الجواب دیا تو عدالت میں سناٹا چھا گیا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ایمان و اسلام کا نمائندہ اور ختم نبوت کا وکیل دل کی دنیا سے ایمان و وجدان' محبت و عشق سے نغمہ ساز ہے۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔ ان کے چہرے ان کے دلوں کی طرح سیاہ ہو گئے۔ اور مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۹۱ء کو سماعت مکمل ہو گئی۔ عالی جناب عزت مآب جسٹس خلیل الرحمن صاحب نے مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو فیصلہ سنایا۔ یہ فیصلہ ایمان پرور بھی ہے اور حقائق افروز بھی۔ اس فیصلہ سے ایک بار پھر لاہور ہائیکورٹ کے عزت و وقار میں مزید در مزید اضافہ ہوا۔ فیصلہ کا ایک ایک حرف قدرت کی طرف سے مرزائیت کی رگ جان کے لئے نشتر ہے۔ پڑھئے' سر دھنئے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہماری اس آزمائش میں جس شخص نے جتنا حصہ ڈالا وہ اسی قدر مبارکباد اور شکریہ کا مستحق ہے۔

طالب دعا...... مولانا عزیز الرحمن جالندھری خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دفتر مرکزیہ ملتان!

چناب نگر (ربوہ) میں منگائی گئی پولیس نے ۲۴ احمدی نوجوانوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے چار کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں اور بقیہ ۲۰ کو دفعہ ۲۹۸ سی ت پ نیز دفعہ ۱۴۴ کی مشترکہ خلاف ورزی کے الزام میں پکڑا گیا۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے پٹاخے چلائے' نعرے لگائے' سینوں پر بیج سجائے اور محلوں پر پہرہ دیا۔ جشن پر پابندی لگ گئی قادیانیت پر اوس پڑ گئی۔

قادیانیت کے خلاف دس فیصلے

فیصلہ نمبر ۱

اسی طرح مصلحت عامہ کے اسباب اور عام آدمی کی بھلائی اور مفاد سالگرہ تقریبات پر پابندی لگانے کی از روئے قانون جائز بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جیسا کہ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے ہدایات جاری کی ہیں۔ یہ بات پہلے ہی واضح کی جا چکی ہے کہ عام لوگ یعنی امت مسلمہ، احمدیوں کی سرگرمیوں اور ان کے مذہب کی تبلیغ کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے۔ تاکہ ان کے مذہب کا اصل دھارا پاک صاف اور غلاظت سے محفوظ رہے اور امت کی یکجہتی بھی برقرار رہے۔ ایسا کرنے سے قادیانیوں کے ان کے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق پر نہ کوئی زد پڑتی ہے۔ نہ اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر اس پٹیشن کو کسی استحقاق کے بغیر قرار دیتے ہوئے خارج کیا جاتا ہے۔ مقدمہ کے اخراجات دونوں فریق خود برداشت کریں گے۔ مورخہ ۷ استمبر ۱۹۹۱ء کو سنایا گیا۔ اس موقعہ پر مسٹر مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ حاضر تھے۔

دستخط: (جج) جسٹس خلیل الرحمٰن

فیصلہ نمبر ۲...... سپریم کورٹ شریعت اپیل بنچ کا فیصلہ

سپریم کورٹ شریعت اپیل بنچ کا فیصلہ جس نے قادیانیوں کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی اور یادگار فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ:

''احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔'' اور یہ کہ: ''اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس نے جس میں دنیا بھر سے ۱۴۰ وفود نے شرکت کی تھی۔ بالاتفاق قرار دیا تھا کہ ''قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔''

''مذکورہ بالا حقائق اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں شریعت اپیلیں نمبر ۲۴ اور ۲۵ برائے ۱۹۸۴ء واپس لئے جانے کی وجہ سے خارج کی جاتی ہیں اور قرار دیا جاتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا زیر بحث فیصلہ ملک میں نافذ العمل رہے گا۔ خرچ کا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔''

دستخط: مسٹر جسٹس محمد افضل ظلہ چیئرمین...... جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ جج...... جسٹس پیر محمد کرم شاہ جج...... جسٹس شفیع الرحمٰن جج...... جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی جج۔

مہر سپریم کورٹ آف پاکستان

(PLD 1988 SC 6670 راولپنڈی ۱۰-۱-۱۹۸۸ء؛ ۱۱-۱-۱۹۸۸ء

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ عرصہ دراز سے قادیانی ملک کے اندر اور باہر یہودی لابی سے مل کر پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف بین الاقوامی سطح پر بے بنیاد پروپیگنڈا کر کے پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے مغربی ممالک کی طرف سے طرح طرح کی رکاوٹیں اور بے جا پابندیاں پیدا کر کے ہماری فنی ترقی کو مفلوج بنانے میں مشغول ہیں۔'' (ڈاکٹر عبدالقدیر' معروف سائنس دان)

(''قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے'' از علامہ اقبالؒ...... ''قادیانیت ہماری نظر میں'' از محمد متین خالد)

فیصلہ نمبر۳...... قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین

عزت مآب جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ صاحب!

''مرزا غلام احمد قادیانی نے بذات خود ''محمد رسول اللہ'' ہونے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی جنہوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے دعوے کو مسترد کیا۔ اور اس (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا ''خود کاشتہ پودا'' ہے۔ لہٰذا جب وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خود ''محمد رسول اللہ'' ہے اور اس کے پیروکار اس کو ایسا ہی مانتے ہیں تو اس صورت میں وہ رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین اور تحقیر کے مرتکب ہوتے ہیں۔''

''جہاں تک توہین آمیز رویے کا تعلق ہے جو اس کارروائی کے شروع ہوتے ہی دیکھنے میں آیا۔ تو اگرچہ اس کی استعمال کردہ زبان میں بے اعتدالی ہے اور اس کے اشاروں کنایوں سے توہین آمیزی ٹپکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ درخواست برائے واپسی تیار کرنے والے ایڈووکیٹ صاحبان' ایک اقلیتی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا اس عدالت کو خیر اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سلسلے میں مزید کارروائی کرنے سے ہاتھ روک لینا چاہئے۔ اس اظہار رائے کے ساتھ مذکورہ درخواست ضمانت بطور دستبرداری خارج کی جاتی ہے۔''

دستخط: جج (۳۵۸' لاہور' ۱۹۸۷ پی ایل ڈی)

فیصلہ نمبر۴...... وفاقی شرعی عدالت کا تاریخ ساز فیصلہ

قادیانی شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتے!

تعارف: جس کا ایک ایک لفظ فتنہ قادیانیت کے لئے رگ نشتر ہے وفاقی شرعی عدالت نے آرڈیننس کو قرآن و سنت کے مطابق قرار دے دیا۔ اس امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعہ پریس آرڈیننس میں بھی ترمیم کر دی گئی تھی۔ جس کے تحت الفضل ربوہ بند ہو گیا تھا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی صاحبزادی' بیگم زرداری' محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ تشریف لائیں تو پریس کی آزادی کے ضمن میں اقدامات کرتے ہوئے پریس آرڈیننس کی ترمیم کو اڑا

دیا۔ جناب صدر مملکت غلام اسحاق خان نے اس پر تائیدی دستخط کر دیئے۔ الفضل جاری ہو گیا۔ محترمہ بے نظیر صاحبہ اور اسحاق خان کی اس حرکت کا ہمارے پاس سوائے افسوس کے اور کوئی علاج نہ تھا۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب ان دنوں قومی اسمبلی کے ممبر تھے۔ انہوں نے بڑی کوشش وسعی کی مگر محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور وزیر داخلہ اعتزاز صاحب نے پیچھے پر ہاتھ نہ دھرنے دیا۔ الفضل نے اپنی ترنگ میں آ کر چوکڑی بھرنی چاہی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسے مقدمات میں الجھا دیا۔ اسے چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔

''قادیانیوں کے لئے روا نہ تھا کہ وہ خود کو مسلمان کہتے یا اپنے تصور کے اسلام کی 'حقیقی اسلام کے طور پر اشاعت کرتے۔ لیکن انہوں نے آئینی ترمیم کا بالکل احترام نہیں کیا اور اپنے عقیدے کو پہلے کی طرح اسلام قرار دیتے رہے۔ مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر ان دونوں پٹیشنز میں کوئی وزن نہیں ہے اور انہیں خارج کیا جاتا ہے۔''

چیف جسٹس...... جج نمبر۲...... جج نمبر۳...... جج نمبر۴......

اسلام آباد ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء (PLD1985 FSC 8)

فیصلہ نمبر ۵...... کوئٹہ ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ

عزت مآب جناب جسٹس امیر الملک مینگل صاحب!

''دفعہ ب ۲۹۸ تعزیرات پاکستان اور دفعہ ج ۲۹۸ تعزیرات پاکستان دو آزاد دفعات ہیں جو الگ جرائم کا تعین کرتے ہیں۔ دفعہ ب ۲۹۸ کا ابتداءً یہ منشا تھا کہ مقدس ہستیوں' ناموں' القابوں اور مقامات وغیرہ کو بے جا استعمال ہونے سے محفوظ رکھا جائے لیکن دفعہ ج ۲۹۸ کسی قادیانی کو اس کے طریقہ کار اور عام طرز عمل کے لئے اس صورت میں سزا دہی کا مستوجب قرار دیتی ہے جب وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرتا ہے یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا اس کا حوالہ دیتا ہے' یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا نشر و اشاعت کرتا ہے یا کسی نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے یا کسی بھی اور طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکاتا ہے۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دفعہ ج ۲۹۸ تعزیرات پاکستان کے الفاظ میں مجلس قانون ساز کا منشا دریافت کرنے کے لئے کوئی ابہام موجود نہیں ہے۔''

''مذکورہ سائلان نے یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ قادیانی ہیں اور انہوں نے کلمہ طیبہ کے بیج لگا رکھے تھے اور کسی بھی طرح کی کوئی وضاحت ریکارڈ پر نہیں لائی گئی کہ انہوں نے ایسا کس وجہ سے کیا تھا۔ مندرجہ بالا واقعاتی اور متعلقہ قانونی پہلوؤں کو ابتدائی عدالت اور عدالت مرافعہ میں بھی بڑے مناسب طریقے سے زیر بحث لانے کے بعد عدالتی فیصلہ سنایا جا چکا ہے۔ اس مقدمے میں بظاہر کوئی غیر قانونیت' ناموزونیت یا اختیار سماعت میں کوئی تجاوز یا اس کے تحت معاملے کو نمٹانے میں ناکامی یا ذمہ دارانہ مداخلت نہیں پائی گئی۔''

متذکرہ بالا بحث وتمحیص کا ماحصل یہ ہے کہ مجھے ان درخواستوں میں کوئی اہلیت نظر نہیں آئی۔

بہرحال اس مقدمے کی عجیب صورتحال اور اس امر واقعہ کے پیش نظر کہ درخواست دہندگان اولین مجرم ہیں۔ سزا کی مقدار کے سلسلے میں نرم رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک سال قید بامشقت کو کم کر کے ۹ ماہ قید بامشقت کی سزا دی جاتی ہے تاہم جرمانے کی رقم اتنی ہی رہے گی۔

نتیجے کے طور پر متذکرہ تخفیف سزا کے ساتھ پانچوں درخواستوں کو برخاست کیا جاتا ہے۔

اس کیس کو چھوڑنے سے پہلے میں مسٹر مجیب الرحمان، اور فاضل صدیق العدالت مسٹر بشارت اللہ اور مسٹر محمد مقیم انصاری ایڈووکیٹ صاحبان کے علاوہ مسٹر اعجاز یوسف کی قابل قدر اعانت پر اظہار تحسین کو واجب سمجھتا ہوں۔“

اعلان کردہ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۷ء (دستخط) امیر الملک مینگل جج (پی ایل ڈی ۱۹۸۸ء کوئٹہ ۲۲)

فیصلہ نمبر ۶

قادیانیوں کی توہین رسالت ﷺ، اہل بیتؓ اور اسلام دشمن سرگرمیوں پر لاہور ہائیکورٹ کا تاریخی فیصلہ جس کا ہر ایک لفظ امت مسلمہ کو دعوت فکر وعمل دیتا ہے!

”موجودہ مقدمہ میں ناصر احمد ملزم کی لڑکی کی شادی کے دعوتی کارڈ ملزمان نے شائع کرائے اور انہیں تقسیم کیا۔ دعوت ناموں پر شعائر اسلام مثلاً: ۱......اسلام علیکم۔ ۲......انشاء اللہ۔ ۳......نکاح مسنونہ۔ ۴......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ۵......نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم! جنہیں مسلمان ہی استعمال کرتے ہیں۔ تحریر تھے۔ اس طرح سے سائل اور دیگر ملزمان نے دعوت ناموں پر شعائر اسلام (کے الفاظ وعبارات) شائع کرا کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور اس طرح سے دفعہ 298-C پی پی سی کا مرتکب ہوا جو دفعہ 497 سی آر پی سی کی امتناعی شق کے زمرے میں آتا ہے۔ (جس کے تحت ضمانت نہیں لی جاسکتی)

۱۴......عدالت کے روبرو پیش کردہ دلائل اور فریقین کے مباحث کی روشنی میں ملزمان ضمانت کے مستحق نہیں ہیں۔ نتیجتاً ان کی درخواست ضمانت خارج کی جاتی ہے۔

دستخط: مسٹر جسٹس میاں نذیر اختر لاہور ہائیکورٹ...... تاریخ فیصلہ ۱۲ اگست ۱۹۹۲ء

فیصلہ نمبر ۷...... ۱۹۷۳ء کے آئین کی روشنی میں لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ جس کی رو سے قادیانی اپنے مذہب کو اسلام ظاہر نہیں کر سکتے!

بہرحال سائلان سے مذہب کے بارے میں استفسار کیا گیا اور آئین کے

ے بغیر کسی
...ں رقم تھما دی۔
...دی دولت سے مالا مال
...ہوا۔ خیرات بھی دے دی اور

تھا۔ انہیں امید نہیں کرنی چاہئے کہ حکام ان کے غیر آئینی جوابات میں ان کے ہاتھ بٹائیں گے مزید برآں انہیں داخلے سے انکار اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ کسی مخصوص فرقہ یا مذہب سے متعلق ہیں۔ دراصل ان کے فارم درخواست اس بناء پر مسترد کیے کہ انہوں نے ایک غیر آئینی موقف اختیار کیا۔

۸...... براں بریں عدالت اسے معاف نہیں کر سکتی کہ سائیلان نے یونیورسٹی اور عدالت کو ایک ایسے نازک مسئلے میں ملوث کرنے کی سعی کی۔ ان پر لازم ہے کہ جب تک یہ شق موجود ہے وہ آئین کے مطابق عمل کریں۔ مندرجہ بالا امور کی روشنی میں مجھے اس رٹ درخواست میں کوئی خوبی معلوم نہیں ہوتی۔ لہذا اسے فوری طور پر خارج کیا جاتا ہے۔''

دستخط جسٹس گل محمد خان جج لاہور ہائیکورٹ (Not Reported) (ترجمہ: اظہار الحق ایڈووکیٹ)

فیصلہ نمبر ۸...... لاہور ہائیکورٹ کا یادگار فیصلہ

''کوئی قادیانی مسلم اکثریت والے گاؤں کا نمبردار نہیں ہوسکتا۔''

عزت مآب جناب جسٹس میاں محبوب احمد صاحب لاہور ہائی کورٹ' لاہور

پس نمبردار کی تقرری کا مسئلہ ایسا نہیں کہ اس کے تعین کے لئے اس عدالت کے آئینی اختیار سماعت سے مدد لی جائے۔ گذشتہ بحث کے پیش نظر مجھے اس رٹ پٹیشن میں کوئی میرٹ دکھائی نہیں دیتا۔ چنانچہ اسے خارج کیا جاتا ہے۔'' (درخواست خارج کردی گئی)...... (سی ایل سی 1982 صفحہ 357)

جسٹس میاں محبوب احمد کا اعلان حق

''ہر شخص اور ہر اس شخص کے متبعین' جنہوں نے اسلامی عقیدۂ ختم نبوت سے انحراف کیا ہے۔ نہ صرف انہوں نے اپنے ایمان تباہ کیے ہیں بلکہ ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ قادیانیت نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اسلام انسانی تہذیب کو اعلیٰ منزلوں کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ لیکن انہوں نے ان راستوں کو مسدود کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری نظر میں یہ لوگ (قادیانی) اسلام اور انسانیت دونوں کے دشمن ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مساعی قبول فرمائے جو سنت سیدنا صدیق اکبرؓ کو تازہ کرتے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔''

(جسٹس) میاں محبوب احمد' چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ' لاہور (قادیانیت میری نظر میں)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ ہو۔ حتیٰ کہ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی شان میں ادنیٰ اشارے‘ کنائے سے بھی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ کافر‘ مرتد‘ زندیق‘ واجب القتل اور جہنمی ہے۔ امت مسلمہ کی بقاء اسی میں ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کو قتل کر دیا جائے۔

۶۸...... ایک شق کا مزید اضافہ اس دفعہ میں کیا جائے تاکہ وہی اعمال اور چیزیں جب دوسرے پیغمبروں کے متعلق کہی جائیں وہ بھی اسی سزا کے مستوجب جرم بن جائے جو اوپر تجویز کی گئی ہے۔

۶۹...... اس حکم کی ایک نقل صدر پاکستان کو دستور کی آرٹیکل ۲۰۳ و (۳) کے تحت ارسال کی جائے۔ تاکہ قانون میں ترمیم کے اقدامات کئے جائیں اور ایسے احکامات اسلامی کے مطابق بنایا جائے۔ اگر ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء تک ایسا نہیں کیا جائے تو ’’یا عمر قید‘‘ کے الفاظ دفعہ ۲۹۵ سی تعزیرات پاکستان میں اس تاریخ سے غیر موثر ہو جائیں گے۔ (PLD FSC 1991 VOL XLIII PAGE 10)‘‘

فیصلہ نمبر ۱۰...... تاریخ ساز فیصلہ

شعائر اسلام استعمال کرنے پر قادیانیوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ!

’’ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات‘ مقامات اور معمولات کے لئے نئے خطاب‘ القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں‘ عیسائیوں‘ سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لئے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔‘‘

عدالت کا حکم!

عدالت نے کثرت رائے سے قرار دیا ہے کہ مذکورہ بالا تمام اپیلیں خارج کئے جانے کے لائق ہیں اور بذریعہ ہذا خارج کی جاتی ہیں۔

’’فوجداری اپیل نمبر ۳۱...... کے تا ۳۵...... کے لغایت ۸۹...... کے سزا یافتگان جو اس وقت ضمانت پر ہیں۔ فوراً حراست میں لے لئے جائیں گے اور انہیں عدالت کی طرف سے دی گئی باقی ماندہ سزا بھگتنی ہوگی۔‘‘

دستخط: جسٹس شفیع الرحمٰن سپریم کورٹ آف پاکستان

ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جلد کی تبدیلی کے بعد جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے اور انہیں ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جا چکا ہے۔ لیکن تاحال چندہ ارسال نہیں کیا گیا۔ براہ کرام! چندہ ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ادارہ

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

کلمہ...... نماز...... زکوٰۃ...... حج...... کا منکر

ذکری فرقہ اسلام اور ختم نبوت کا باغی گروہ!

الحمدللہ رب العالمین ۰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین ۰ امابعد!

قرآن کریم نے آنحضرت ﷺ کی اطاعت کو لازمی اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو مثالی قرار دیا ہے۔ کلام الٰہی میں رسول ہاشمی ﷺ کی اتباع اور قرآن مجید پر عمل کی ہر مقام پر یہ تاکید ملتی ہے۔ اشارۃً یا کنایۃً بھی آئندہ کسی نئے نبی یا کتاب کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اب قرآن وحدیث امت مسلمہ کے لئے وہ مکمل آئینہ حیات ہے کہ جس سے اخذ کردہ ہر فیصلہ کا انجام خیر ہی خیر ہے۔ ہر قسم کے باہمی نزاع کا بہترین حل اور دینی ودنیاوی امور کے لئے جامع اور اکمل ضابطہ حیات ہے۔ خالق کائنات نے اس کی خود ضمانت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۰ ‘‘

ترجمہ:...... ’’آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کردیا ہے اور میں نے تم پر انعام تمام کردیا ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کرلیا ہے۔‘‘

ارشاد خداوندی ہے کہ: ’’ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ ۰ ‘‘ ترجمہ:...... ’’اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا۔‘‘

وحدت ملی کے لئے اللہ رب العزت نے جو صورت اختیار فرمائی اس کا خلاصہ قرآن حکیم یوں پیش کرتا ہے کہ: اللہ...... رب العالمین...... قرآن...... ذکر العالمین...... بیت اللہ...... ھدًا للعالمین...... محمد عربی ﷺ...... رحمتہ اللعالمین! خلاصہ یہ کہ تمام جہانوں کا رب ایک‘ قرآن ایک‘ قبلہ ایک‘ رسول ﷺ ایک۔ اس پر بھی اگر متلاشی حق کو تسکین نہیں ہوتی تو ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ: ’’فبای حدیث بعدہ یومنون ۰ ‘‘

یہودی امت کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر تھی۔ عیسائی قوم کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر تھی اور امت محمدیہ کی بنیاد محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت پر ہے۔ قیامت تک اس امت کی وحدت کا راز آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت میں پنہاں ہے۔ آپ ﷺ صرف نبی ہی نہیں بلکہ خاتم الانبیاء ہیں اور اس خاتم کے لفظ میں سارے فضائل وکمالات چھپے ہوئے ہیں۔ یعنی نبوت ورسالت کے جتنے کمالات بھی ہوسکتے تھے وہ سب لاکر اللہ

رب العزت نے حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس میں جمع کر دیئے اور آپ ﷺ کے سر پہ ختم نبوت کا تاج رکھا گیا۔

نوع انسانی سن بلوغ کو پہنچ گئی ہے اور اس میں یہ اہلیت آ گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جامع و اکمل اور آخری پیغام کو بہ احسن الوجوہ قبول کرے۔ تجربہ شاہد ہے کہ اس عقیدہ ختم نبوت نے انسان کے اندر خود اعتمادی کی روح پھونکی ہے اور اسے قلبی سکون حاصل ہوا کہ دین اپنے نقطہ عروج پر پہنچ چکا۔ جس کی پیروی پر دارین کی فوز و فلاح موقوف ہے۔

سنت الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو ختم کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے کامل کر کے ختم کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ نبوت ورسالت کو بھی اس وقت ختم کیا جب وہ پورے کمال کو پہنچ گیا۔ یعنی ماضی و حال اور مستقبل کی کوئی بات ایسی باقی نہ رہی جسے بیان نہ کیا گیا ہو۔

اب عقل سلیم یہی فیصلہ دے گی کہ جب ایک نبی کی دعوت سارے عالم کے لئے قرار پا چکی ہو۔ اس کی معرفت سے آنے والا پیغام یعنی قرآن مجید ہر طور سے محفوظ ہو چکا ہو اور اس نبی ﷺ کی بے مثال تعلیم عام ہو چکی ہو۔ ذرائع اور وسائل نے عالمی برادری کو قریب سے قریب تر کر دیا ہو۔ تو پھر باب نبوت بند کیا جانا قرین مصلحت اور باعث رحمت ہے اور نعمت خداوندی کے اتمام اور دین اسلام کے انتہائی عروج کی دلیل ہے۔ جس طرح آفتاب کی روشنی میں کوئی چراغ نہیں جلتا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد نئی نبوت کے چراغوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ چشمہ فیض سے جس قدر روشنی کی انسانیت کو ضرورت تھی وہ پوری آب و تاب کے ساتھ محمد عربی ﷺ کے توسط سے آ گئی۔ اس لئے اعلان خداوندی ہوا کہ:

''ماکان محمد ابا احد من الرجالکم ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین ۔''

تقریباً ایک سو سے زائد آیات قرآنی اور دو سو دس احادیث نبویہ امت محمدیہ کے سب سے پہلے اجماع اور آئمہ دین کی عبارات کی روشنی میں امت محمدیہ اس بات پر متفق اور متحد چلی آ رہی ہے کہ محمد عربی ﷺ پر سلسلہ نبوت و رسالت ہر لحاظ سے ختم ہو چکا ہے اور آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا درحقیقت وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کرنے والا مرتد و کافر ہے۔ کیونکہ امت محمدیہ کی بنیاد ہی آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر قائم ہے اور ختم نبوت سلسلہ نبوت و رسالت پر وہ مہر کامل ہے جس کی پاسبانی کا فریضہ اس امت کے سپرد کیا گیا ہے۔

ہم اپنے عمل سے اپنی جدوجہد سے اپنی محبت کے ولولہ سے اس کی پاسبانی کا حق ادا کرتے رہیں گے۔ کیونکہ اس فریضے کی ادائیگی سے اسلامی دنیا کا حسن و جمال اور وقار وابستہ ہے اور ختم نبوت کا عقیدہ اسلام وایمان کی روح ہے۔ اس سے وفا یا غداری پورے اسلام سے وفا اور غداری کے مترادف ہے:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ذکری فرقہ کے عقائد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقہ کے پیروکار نہ صرف عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ بلکہ اسلام کے تمام بنیادی اصولوں سے منحرف ہیں۔ آج سے تقریباً چار سو سال قبل ملا اٹکی نے ایک خودساختہ ذکری فرقہ کو جنم دیا۔ ملا محمد اٹکی نے عقیدہ ختم نبوت سے انکار کرنے کے ساتھ دین اسلام کے تمام بنیادی ارکان' کلمہ' نماز' روزہ اور حج جیسے فرائض کو منسوخ قرار دے کر ملت اسلامیہ سے بغاوت کرتے ہوئے کفر اور ارتداد کی نئی راہیں کھول کر مخلوق خدا کو گمراہ کیا۔

ذکری فرقہ کی کتب بینی اور اوراق گردانی سے جو نظریات سامنے آتے ہیں ان کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ ملا محمد اٹکی کو اپنے نور سے پیدا کیا اور اس کے نور سے پھر ساری کائنات کو پیدا کیا۔ تمام انبیاء' اولیاء اور دنیا کی دیگر جلیل القدر ہستیوں اور مقدس مقامات نے اٹکی کے نور سے فیض خصوصی پایا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے' حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غرقابی سے اٹکی کے نور نے نجات دلائی اور فرشتوں نے جب اس کے نور کا جلوہ دیکھا تو ستر ہزار برس تک بے ہوش پڑے رہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام' حضرت میکائیل علیہ السلام' حضرت اسرائیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اٹکی کی خصوصی زیارت سے قرب خداوندی حاصل کیا۔ لوح محفوظ میں تمام آسمانی صحائف اور کتب دنیا میں نزول سے قبل اٹکی کو دکھا کر اپنی کتاب منتخب کرنے کو کہا گیا۔

چنانچہ اٹکی نے تمام کتابوں سے چار مسائل اور قرآن مجید سے دس مسائل منتخب کر کے اپنی کتاب ترتیب دی۔ جس کا نام برہان ہے۔ یہی کتاب بعد میں وقت مقررہ پر اٹکی کے لئے برکھور پر نازل ہوئی۔ اٹکی کا جسمانی ظہور 977 ہجری میں نواح اٹک میں ایک اونچی پہاڑی پر ہوا۔ اس کے بعد اٹکی نے 33 سال تک سیر جہانی کے نام سے مختلف ممالک کی سیر کی۔ بعد ازیں تربت میں واقع کوہ مراد پر آیا۔ سات یا دس سال اپنے رفقاء سمیت یہاں قیام کر کے چلہ کشی کی اور لوگوں سے بیعت لے کر ذکری خیالات کو پھیلایا۔ ایک دن آدھی رات کو جب سب لوگ سو رہے تھے زیر زمین غوطہ لگا کر غائب ہو گیا۔

ذکری فرقہ کہتا ہے نور بود بعالم بالا رفت اب خدا کے روبرو کرسی پر بیٹھ کر ذکری امت کی نگرانی کر رہا ہے اور کسی ذکری کو دوزخ میں نہیں جانے دے گا۔

ذکری عقائد کی رو سے ملا محمد اٹکی داعی الی اللہ' مہدی' رسول' نبی آخرالزمان' ختم الرسل' ختم الولایت' خدا کا امین' خلیفۃ الرحمٰن' صاحب کتاب' زندہ و جاوید' مکان زمان سے پاک' مرشد خلق' ہادی برحق' وجہ تخلیق کائنات' خدا کا معشوق اور نور مجسم ہے۔

نیز قرآن مجید میں جہاں بھی محمد ﷺ کا نام اور آپ ﷺ کی شان بیان ہوئی ہے اس سے مراد ملا محمد اٹکی

ہے۔ ذکری کلمہ لا الہ الا اللہ نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ ہے۔ ذکری فرقہ میں نماز منسوخ ہو چکی ہے۔ اس کی جگہ ذکر فرض ہے۔ نماز پنجگانہ، جمعہ وعیدین پڑھنے والا گمراہ، بے دین اور کافر ہے۔ ہر بالغ ذکری مرد وعورت پر ذکر فرض ہے۔ مختلف اوقات میں مختلف انداز سے تقریباً چھ طرح کا ذکر کیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک کے روزے ذکری فرقہ میں منسوخ ہیں۔ ان کی جگہ ماہ ذی الحجہ کے ابتدائی آٹھ روزے فرض ہیں۔ زکوٰۃ کی اسلامی شرح منسوخ ہے۔ اس کی جگہ عشر وغیرہ فرض ہے۔

ذکری فرقہ میں زکوٰۃ کے کچھ ایسے شرمناک مسائل بھی ہیں جن کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ حج کعبہ کو انکی نے منسوخ قرار دے کر اس کی جگہ اپنی امت کی آسانی کے لئے کوہ مراد کا حج فرض کیا ہے۔ جس کو اب ذکری زیارت بھی کہتے ہیں۔ مگر اس زیارت کی حیثیت اب بھی حج جیسی ہے۔ ذکری کوہ مراد کو بیت اللہ کا قائم مقام اور مقام محمود تصور کرتے ہیں اور ہر سال 27 رمضان المبارک کو یہاں جمع ہو کر نقلی حج کی رسومات ادا کرتے ہیں۔

ذکری فرقہ کے ان کفریہ عقائد واعمال کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اسی بنا پر نصیر خان نوری مرحوم اور خان قلات نے اس گمراہ فرقہ کے خلاف انتہائی قابل تقلید قدم اٹھا کر اس فتنے کی سرکوبی کے لئے جہاد کیا اور آج جس انداز سے ذکری شعائر اسلام کی توہین اور آئین پاکستان کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں وہ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج اور حکمرانوں کے منہ پر ایک طمانچے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ستم ظریفی یہ کہ حکمران اس کفریہ یلغار کو فرقہ واریت کا نام دے کر علمائے اسلام کو مطعون کرتے ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ذکری مسئلہ کے پرامن حل کے لئے ضروری ہے کہ تمام ذاتی اور سیاسی مفادات بالائے طاق رکھ کر پرخلوص جدوجہد کی جائے اور وطن عزیز کی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر ساتھ چلانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ جس اسٹیج سے اس مسئلہ کے حل کے لئے مشترکہ آواز اٹھائی جائے کم از کم اس اسٹیج کو موجودہ اور مروجہ سیاست سے دور رکھا جائے۔ تاکہ ہر مکتبہ فکر کے لوگ بلا جھجک اس جدوجہد کو مذہبی فریضہ سمجھ کر شرکت کر سکیں۔ اس طرح ہر سطح پر ذکریوں کا بائیکاٹ کر کے ان کو ان کے کفریہ عقائد کا احساس دلایا جائے۔

اسلامی نظریاتی کونسل، قومی اور صوبائی اداروں اور عوامی سطح پر ہر وہ پرامن انداز اپنایا جائے جو ماضی میں فتنہ قادیانیت کے حل کے لئے اپنایا گیا تھا۔ مذکورہ تجاویز کو اگر عملی شکل دے کر ملک گیر تحریک چلائی گئی تو انشاء اللہ! اس مسئلہ کے حل میں حائل کوئی رکاوٹ دیرپا ثابت نہیں ہوگی اور کامیابی وکامرانی اہل اسلام کے لئے منتظر ثابت ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ!

محمد متین خالد

ایک مظلوم بیٹی کی دردناک داستان!

یہ صرف ثوبیہ کی ہی کہانی نہیں بلکہ آپ کو اس معاشرہ میں ثوبیہ ایسی بے شمار مظلوم لڑکیاں اس سے ملتی جلتی المناک کہانیاں سناتی نظر آئیں گی۔ یہ بے چاریاں آئے دن قادیانیوں کے ہم رنگ زمیں دام میں پھنس کر ان کے اذیت ناک مظالم کا نشانہ بن رہی ہیں۔ دھوکہ دہی ایک ایسا قبیح جرم ہے جو دنیا کے تمام مذاہب میں ممنوع اور قابل نفریں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دھوکہ باز کو ہر مہذب معاشرے میں ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں فتنہ قادیانیت دھوکہ دہی کا دوسرا نام ہے۔

قادیانیوں کا مقصد حیات ہی اسلام کے نام پر بھولے بھالے لوگوں کو دھوکہ دے کر ان کے ایمان کی شمع کو گل کرنا اور انہیں مرتد کر کے اپنے حلقہ میں شامل کرنا ہے۔ اس مذموم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قادیانی کئی ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ جن میں سرفہرست مسلمان لڑکیوں سے شادی کرنے کے بعد انہیں بلیک میل کر کے قادیانی بنانا ہے۔ بعض بدقسمت لڑکیاں قادیانیوں کے اس سنہری جال میں پھنس کر ارتداد اختیار کر لیتی ہیں۔ جبکہ بعض خوش نصیب لڑکیاں ہر قسم کے لالچ اور تحریص و ترغیب کو ٹھکرا کر اپنے متاع ایمان کو بچا لیتی ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے اس اقدام سے انہیں مستقبل میں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ثوبیہ ایسی ہی خوش نصیب مگر مظلوم مسلمان لڑکیوں میں سے ایک ہے۔ آیئے ثوبیہ کی کہانی خود ثوبیہ کی زبانی سنتے ہیں:

میرا نام ثوبیہ عمر ہے۔ اس وقت میری عمر 27 سال ہے۔ میں اس وقت اپنے والدین کے ہمراہ گلشن راوی لاہور (پاکستان) میں مقیم ہوں۔ میں نے 2001ء میں مقامی کالج سے بی اے کیا۔ یہاں میری چند لڑکیوں سے دوستی ہوگئی۔ ان میں سے ایک لڑکی حمیرہ کے ساتھ چند ہی دنوں میں میری بے تکلفی ہوگئی اور آہستہ آہستہ یہ بے تکلفی گہری دوستی میں بدل گئی۔ اس نے ہمارے گھر آنا جانا شروع کر دیا۔ ٹیلی فون بھی باقاعدگی سے ہونے لگے۔ عید اور دیگر تہواروں پر تحائف کا تبادلہ ہوتا اور اکٹھے کھانا کھایا جاتا۔ چند سالوں بعد حمیرہ نے اچانک اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ کو اپنی بھابھی بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے جواباً اسے کہا کہ میں اپنے والدین کی مرضی اور خواہش کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اس سلسلہ میں آپ میرے والدین سے رابطہ کریں۔ چند دنوں بعد حمیرہ کے والدین ہمارے گھر آ گئے اور اپنے بیٹے عمران احمد کے لئے میرے والدین سے میرا رشتہ مانگا۔ میرے والدین

نہایت شریف النفس اور سادہ مزاج ہیں۔ بالخصوص دنیاداری کے معاملات سے تو وہ قطعی نابلد ہیں۔ میرے والد کی

کپڑوں کو آگ لگادی۔ جس سے میں گھبرا گئی اور بڑی مشکل سے آگ بجھائی۔ میری گھبراہٹ اور پریشانی پر سب گھر والے شیطانی قہقہے لگانے لگے۔ اس پر میں نے فوری طور پر عمران کو کام سے واپس بلایا اور سارا معاملہ اس کے سامنے رکھا۔ میری ساس نے جھوٹی قسمیں کھا کر کہا کہ ایسا کسی نے نہیں کیا۔ بلکہ یہ محض غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اس دن کے بعد میں اس گھر میں خوف زدہ رہنے لگی۔ مجھے رات کو بھی نیند نہ آتی۔ محسوس ہوتا جیسے میری ساس مجھے سوتے میں قتل کر دے گی۔ اس خوف اور دباؤ کی وجہ سے میں بے خوابی کا شکار رہنے لگی۔

عمران کا کاروبار تسلی بخش نہ تھا۔ وہ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں پریشان رہتا۔ ایک دن میں نے اس کے رویہ میں بے حد تبدیلی دیکھی۔ وہ گھنٹوں میرے پاس بیٹھا رہا۔ شام کو سیر کے لئے پارک میں لے گیا اور رات کا کھانا ایک ہوٹل میں کھلایا۔ دوسرے دن وہ میرے لئے ایک قیمتی سوٹ لے کر آیا۔ میں اس کے رویہ پر بے حد حیران ہوئی۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ مجھ سے بے حد پیار کرتا ہے اور جو بھی غلط فہمیاں تھیں وہ سب دور ہوگئی ہیں۔ میں اس کی ان باتوں پر بے حد خوش ہوئی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھے نئی زندگی مل گئی ہے۔ چند روز بعد عمران نے مجھے کہا کہ وہ کاروبار کے سلسلہ میں بے حد پریشان ہے۔ لہذا میں اس کی مدد کروں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ میں کیا مدد کر سکتی ہوں۔ اس نے فوراً کہا کہ تم اپنے باپ سے فوری طور پر 10 لاکھ روپے لے کر آؤ۔ تاکہ میں کاروبار کر سکوں۔ میں نے اسے کہا کہ میرے والد مجھے اتنی زیادہ رقم نہ دے سکیں گے۔ کیونکہ ایک تو ان کے پاس اتنی رقم نہیں اور دوسرے ابھی میری دو بہنیں اور ہیں جن کی شادی ہونا باقی ہے۔ لہذا اتنی رقم لانا میرے لئے ناممکن ہے۔ میری بات سن کر عمران غصے سے پاگل ہوگیا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں امید سے ہوں گھر میں پڑے پلاسٹک کے سخت پائپ کے ساتھ زدوکوب کرنے لگا۔ میں کمزور اور نازک اندام لڑکی ہوں۔ اس وحشیانہ پٹائی سے میں بے ہوش ہوگئی۔ اتفاق سے رات کو میرے والد کا فون آیا تو انہوں نے میری کراہتی آواز سے اندازہ لگایا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔ وہ فوری طور پر آئے اور میرے سسرال والوں کو کچھ کہے بغیر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ گھر میں آکر میں نے انہیں سارا ماجرا سنایا اور تخلیہ میں اپنی والدہ کو اپنے جسم پر زخموں کے تازہ نشانات دکھائے۔ میرے پورے جسم پر نیل پڑ چکے تھے اور جسم کا ہر حصہ شدید درد کر رہا تھا۔ ہمارے قریبی رشتہ داروں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے ہمیں ہسپتال سے تشدد کا سرٹیفیکیٹ لاکر تھانے جاکر مقدمہ درج کروانے کا مشورہ دیا۔ مگر میرے والد صاحب نے اس مشورہ پر عمل نہ کیا اور معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔

دو ماہ تک عمران اور اس کے گھر والوں نے مجھ سے مکمل قطع تعلق کئے رکھا۔ ایک دن صبح کے وقت انہوں نے مجھے فون کیا اور اپنے رویہ پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کی اور کہا کہ آئندہ ایسا واقعہ کبھی نہ ہوگا۔ تم فوراً گھر واپس آجاؤ۔ شام کو عمران موٹر سائیکل پر مجھے لینے گھر آگیا۔ میرے والد کی وسیع الظرفی اور کشادہ دلی

دیکھئے کہ انہوں نے میرا مستقبل بچانے کے لئے عمران سے کوئی شکایت کی اور نہ شکوہ بلکہ اسے بڑا پر تکلف کھانا کھلایا اور کہا کہ یہ تمہاری امانت ہے۔ تم اسے لے جاسکتے ہو۔ میں دوبارہ اپنے سسرال آ گئی۔ چند ہفتے عمران کا رویہ میرے ساتھ ہمدردانہ رہا۔ پھر رفتہ رفتہ ان کے رویہ میں حسب معمول تبدیلی آ گئی اور ایک دن غصے سے کہنے لگے کہ اگر تم اپنے والد سے 10 لاکھ روپے نہ لائی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ میں یہ سن کر لرز گئی۔ میرا دل ڈوب ڈوب گیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ کچھ دیر بعد ہوش آئی تو دیر تک نہ سمجھ پائی کہ کیا کروں۔ طلاق کی دھمکی کے الفاظ کانوں میں مسلسل گونج رہے تھے۔ اسی دوران عمران نے ہمارے گھر پر قبضہ کرنے کے لئے ایک چال چلی کہ اپنا نیا شناختی کارڈ بنوایا اور ہمارے علم میں لائے بغیر اپنا مستقل پتہ میرے والدین کے گھر کا دے دیا۔ میرے والد صاحب کو عمران کی یہ حرکت بہت بری لگی۔ لیکن وہ مصلحت کے تحت خاموش رہے۔

چند دنوں بعد عمران نے مجھے کہا کہ میرا تعلق قادیانی جماعت سے ہے اور اگر تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے تو تمہیں قادیانیت اختیار کرنا پڑے گی۔ یہ سن کر ایک دفعہ پھر میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے میرے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہو۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنے حواس پر قابو پایا اور فیصلہ کیا کہ اب میں عمران کے ساتھ کبھی نہ رہوں گی۔ اس نے مجھے دھوکہ دے کر میرے ساتھ شادی کی۔ قادیانی مذہب جھوٹا اور اسلام کے خلاف ایک بھیانک سازش ہے۔ میں نے عمران سے کہا کہ تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا اور اب میری مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر میرے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہو۔ میں کسی قیمت پر اپنے ایمان کا سودا نہیں کروں گی۔ میری اس جرات پر عمران نے مجھے گندی گالیاں دینا شروع کر دیں اور تھپڑوں اور گھونسوں سے مجھ پر تشدد شروع کر دیا۔ میں روتی اور چلاتی رہی۔ مگر وہاں موجود کوئی شخص میری مدد کو نہ آیا۔ اس نے مار مار کر مجھے ادھ موا کر دیا۔ کچھ دیر بعد مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے والد کو فون کیا اور کہا کہ مجھے فوری طور پر یہاں سے لے جائیں۔ ورنہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ میرے والد فوراً آ گئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ اب حالات اس رخ پر تھے کہ کسی مصالحت کی گنجائش نہ تھی۔ یہ ایمان و کفر کا معاملہ تھا۔ میں نے اپنے گھر والوں کو ساری روداد سنائی اور کہا کہ ایک مشرقی لڑکی ہونے کے ناطے میں اپنے خاوند کی ہر جائز و ناجائز بات اور زیادتی برداشت کر سکتی ہوں۔ مگر اپنے قیمتی ایمان کا سودا نہیں کر سکتی۔ اب میں عمران کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ لہٰذا میں اس سے خلع لینا چاہتی ہوں۔

میرے والدین ختم نبوت کے حوالہ سے بڑے حساس ہیں۔ انہوں نے نہ صرف میرے اس فیصلہ کی تائید کی۔ بلکہ ہر مشکل میں میرا بھرپور ساتھ دینے کا عزم کیا۔ میں نے 8 ستمبر 2004ء عدالت میں خلع کے لئے درخواست دائر کر دی۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں تسلیم کیا کہ عمران احمد نے مجھے ذہنی، روحانی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا۔ یوں عدالت نے 23 نومبر 2004ء کو خلع کی ڈگری میرے حق میں جاری کر کے مجھے عمران کے چنگل سے آزاد کر دیا۔

آج کل میں اپنے والدین کے گھر ایک مطلقہ کی حیثیت سے رہ رہی ہوں۔ عدالت سے خلع کا فیصلہ ہو جانے کے باوجود عمران آئے روز گھر فون کر کے جان سے ماردینے' بچیاں اغوا کر لینے' چہرے پر تیزاب پھینک دینے اور گھر کو آگ لگا دینے کی دھمکیاں دیتا ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے تو سب گھر والے سہم جاتے ہیں۔ ہم گھر سے باہر سودا سلف لاتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ میں گھر میں مقید ہو کر رہ گئی ہوں۔ اغوا کے خوف سے گھر سے باہر قدم نکالنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ خوف اور پریشانی کی وجہ سے ہماری زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے۔ میرے والد صاحب اعصابی طور پر بے حد کمزور ہو گئے ہیں۔ ہمارا کوئی پرسان حال نہیں۔ میرا مستقبل تباہ ہو گیا ہے۔ میں نفسیاتی مریضہ بنتی جا رہی ہوں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی تو شائد میں یہ قدم اٹھا چکی ہوتی۔ خدارا ہماری مدد کیجئے۔'' ورنہ میں روز قیامت پیارے آقا و مولا حضور خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ہر صاحب اختیار مسلمان کی شکایت کروں گی کہ انہوں نے مجھے ایک قادیانی کے ظلم وستم سے بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔''

قارئین محترم! یہ تھی ثوبیہ کی اذیت ناک اور درد بھری کہانی۔ جس کا ایک ایک لفظ حکمرانوں کی روشن خیالی اور مسلمانوں کے بے حسی پر ہتھوڑے برسا کر ان کی غیرت وحمیت کو جگا رہا ہے۔ ٹھہریئے! ایک لمحہ کے لئے سوچئے...... اور غور کیجئے کہ...... اگر ثوبیہ میری یا آپ کی بیٹی ہوتی تو ردعمل کیا ہوتا؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے کیا ثوبیہ ہماری اخلاقی مدد کی بھی مستحق نہیں ہے؟ ثوبیہ عمر خدانخواستہ اگر عیسائی' ہندو یا قادیانی ہوتی اور اس پر اتنا ظلم وتشدد اور زیادتی ہوتی تو ہماری فارن فنڈڈ این جی اوز آسمان سر پر اٹھا لیتیں۔ لیکن ان کے نزدیک ثوبیہ کا جرم محض یہ ہے کہ وہ ایک مسلمان ہے۔

کاش! آج کے دور میں محمد بن قاسم یا غازی علم الدین شہید زندہ ہوتے تو ایک مسلمان بچی کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سوا ارب مسلمانوں میں سے کوئی ہے جو ثوبیہ کو خودکشی کا مرتکب ہونے سے روک سکے۔ اس کے آنسو پونچھ سکے۔ اس کے زخموں پر مرہم رکھ سکے۔

٭ اگر کوئی صاحب ثوبیہ کی اخلاقی مدد کرنا چاہیں تو وہ ان کے والد صاحب کے ای میل ایڈریس پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ umar 1945@hotmail.com

اللہ نہ کرے کہ آپ کبھی بیمار ہوں، پھر بھی اگر کسی بیماری لاحق ہو جائے تو علاج کیلئے ضلع راولپنڈی کے رجسٹرڈ، معمر، تجربہ کار طبیب

حکیم قاری محمد یونس ایم۔اے (پنجاب)

فاضل طب والجراحت

کے دستِ فیض بخش سے فائدہ اٹھائیں۔ یاد رکھیں کوئی مرض لاعلاج نہیں

دواخانہ تحفظ ختم نبوت O/58.J.K سنٹر بلڈنگ (وقف ۱۹۸۴ء برائے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان)

سرکلر روڈ راولپنڈی فون 5551675 اوقات ملاقات: صبح 9 تا رات 9 بجے بروز جمعۃ المبارک: بعد نماز عصر تا رات 9 بجے

ادارہ

جماعتی سرگرمیاں!

قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام

مشہور خاندانی قادیانی نسیم احمد میر کی بیٹی ناعمہ نسیم بی اے ایل ایل بی نے گزشتہ دنوں قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق ناعمہ نسیم نے ابتداء میں عدالت کے ذریعہ قبول اسلام کے تحریری اقرار کے بعد اپنے قادیانی والدین کے گھر میں قادیانی رشتہ داروں اور دیگر قادیانیوں کی موجودگی میں ایک مسلم حافظ قرآن نوجوان ہدایت اللہ سے شادی کی۔ اس موقع پر ہدایت اللہ کا کوئی مسلمان رشتہ دار موجود نہ تھا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز لڑکی کے باپ نسیم احمد میر قادیانی کے گھر سے کیا اور ہدایت اللہ نے گھر داماد کی حیثیت سے اپنے قادیانی سسرالیوں کے گھر میں رہائش اختیار کی۔ شادی کے بعد سیر وتفریح کی غرض سے اس جوڑے نے لاہور اور چناب نگر جاکر قادیانی رشتہ داروں کے ہاں قیام کیا۔

اس طرح ہدایت اللہ قادیانیت کے مکروہ اور غلیظ ماحول میں رہ کر قادیانیت کے بیعت فارم پر دستخط کرکے قادیانی بن گیا۔ پشاور واپسی کے بعد ہدایت اللہ کو اپنی بدبختی کا احساس ہوا۔ کچھ عرصہ اسی پریشانی میں گزرا۔ اب وہ اس کفر کے اندھیرے سے نکلنے کی سوچ میں فکرمند ہوگیا۔ آخرکار اس نے اپنے ایک قابل اعتماد دوست کو اپنی داستان الم سنائی اور اس سے درخواست کی کہ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران سے مل کرائے اس جہنم سے نکالنے کی کوئی صورت بنائے۔ اس دوست نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی ناظم حضرت مولانا نورالحق نور سے رابطہ کرکے ان سے پوری روئیداد بیان کی۔ حضرت مولانا نورالحق نور نے فوری طور پر ہدایت اللہ کے والد سے رابطہ کیا اور بعد ازاں مجلس کے ایک مقامی ساتھی جناب حاجی نظام اللہ صاحب کے ہمراہ ہدایت اللہ کے والد سے تفصیلی ملاقات کے ذریعہ ساری صورت حال ان پر واضح کی۔ جس پر ہدایت اللہ کے والد نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہوئے اس سلسلہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کے عزم کا اظہار کیا۔

بعد ازاں ہدایت اللہ سے رابطہ کیا گیا اور پہلی ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں ہدایت اللہ نے سب کچھ کہہ سنایا اور ساتھ ہی قادیانیت کے بیعت فارم پر دستخط کرنے کا بھی اقرار کیا۔ اس پر واضح کیا گیا کہ لڑکی کے اسلام قبول کرنے کے تحریری اور زبانی اقرار کے بعد اس سے مسلمان عالم نے تمہارا نکاح پڑھایا تھا قادیانیت کا بیعت فارم پر کرنے کے بعد اس لڑکی سے نکاح ٹوٹ چکا ہے۔ جناب حاجی نظام اللہ صاحب' جناب حاجی اقبال شاہ صاحب کے ہمراہ ہدایت اللہ اور اس کے والد سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی اور مجلس کے دیگر رفقاء کی مخلصانہ دعاؤں اور تعاون سے رب کریم نے امداد فرمائی اور ناعمہ نسیم نے علمائے کرام اور معززین کی موجودگی میں اپنے قادیانی والدین اور جملہ قادیانی رشتہ داروں سے ہر قسم کے تعلقات ختم کرنے کا اعلان کر کے دوبارہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنے کا تحریری و تقریری اقرار کیا۔ علمائے کرام' معززین شہر اور وکلاء صاحبان کے مشورہ سے حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے ہدایت اللہ سے بھری محفل میں تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا تحریری و تقریری اعلان کرایا۔ اس مجلس میں ہدایت اللہ کے والد حضرت مولانا مظفر اللہ ظہیر اور ان کے قریبی رشتہ دار بھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ تجدید ایمان کے کاغذات کی تکمیل کے بعد حضرت مولانا محمد عزیز شیخ الحدیث حدیقتہ العلوم پشاور نے شرعی گواہوں کی موجودگی میں ہدایت اللہ اور ناعمہ نسیم کا تجدید نکاح کروایا۔ اس موقع پر حضرت مولانا مظفر اللہ ظہیر' حضرت مولانا محمد عزیز اور دیگر شرکاء نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے جملہ رفقاء کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور مجلس کے مرکزی قائدین خصوصاً امت مسلمہ کے مشترکہ قائد شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی خصوصی توجہ اور تربیت کا نتیجہ تھا کہ پشاور کی مجلس کے کارکنان حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی نگرانی میں اپنا اصولی اور نیک مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ دعا ہے کہ رب کریم نومسلم جوڑے کو دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین!

مساجد گوجرخان میں ختم نبوت کے موضوع پر یوم جمعہ منایا گیا

یکم جمادی الثانی بروز جمعتہ المبارک مطابق 8 جولائی کو چار رکنی وفد ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی قیادت میں گوجرخان کا تبلیغی دورہ کیا۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد مدینہ میں حضرت مولانا مفتی محمود الحسن نے جامع مسجد فاروق اعظم' حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد تدریس القرآن' حضرت مولانا محمد ذوالفقار طارق نے جامع مسجد القاسم میں حاضرین سے خطاب کیا۔ حالات حاضرہ پر روشنی ڈالی۔ قادیانیت' آغاخانیت اور بہائیت جیسے خطرناک فتنوں سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ اسلام کی قدر و منزلت پہچاننے اور اپنے اسلامی عقائد کا تحفظ کرنے' فتنہ قادیانیت کا مسلسل تعاقب کرنے اور قادیانیوں سے سوشل بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی۔ حسن اتفاق سے ابن امیر شریعت جناب سید عطاء المومن شاہ بخاری گوجرخان تشریف لائے اور جامع مسجد خلفائے راشدین میں موصوف کا مفصل خطاب ہوا۔

شبان ختم نبوت کا ماہانہ اجتماع

یکم جمادی الثانی بروز جمعتہ المبارک کو ختم نبوت اکیڈمی سرگودھا میں کارکنان شبان ختم نبوت کا ماہانہ

اجتماع ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں نوجوانوں نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے نوجوانوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے اندر اسلامی اخوت اور بھائی چارہ کی فضا پیدا کریں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی روح اور جان حضور علیہ السلام سے گہری محبت ہے۔ محبت مصطفیٰ کی شمع اپنے دلوں میں روشن کریں۔ انہوں نے قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کو پرامن طریقے سے روکنے کی کوشش پر شبان ختم نبوت کے رفقاء کو مبارک باد دی۔

وفد ختم نبوت کا دورہ کوہاٹ

4-3 جمادی الثانی بروز اتوار' سوموار مطابق 10-9 جولائی کو حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور حضرت مولانا مفتی محمود الحسن نے کوہاٹ شہر کا تبلیغی دورہ کیا۔ کوہاٹ شہر کی مرکزی جامع مسجد جنگل خیل' جامع مسجد حجام' جامع مسجد قباء اور جامع مسجد مدینہ میں ہر دو حضرات کے بیانات ہوئے۔ حضرت مولانا شجاع آبادی کا طلبہ مدرسہ حضرت امیر معاویہ' طلبہ مدرسہ اسلامیہ بلی ٹینگ میں ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مفصل بیان ہوا۔

وفد ختم نبوت کا دورہ پشاور

7-6-5 جمادی الثانی مطابق 12-13-14 جولائی بروز منگل' بدھ اور جمعرات کو حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی قیادت میں دورکنی وفد ختم نبوت پشاور پہنچا۔ جامع مسجد سول کوارٹرز' جامع مسجد مدنی دارالقرآن میں عظیم الشان اجتماعات ہوئے۔ جس کے انتظامات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے صدر حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی اور حضرت مولانا نورالحق نور نے کئے۔ ان پروگراموں میں حضرت مولانا مفتی محمود الحسن مبلغ مجلس راولپنڈی حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہمراہ تھے۔

گوجرانوالہ کے نئے مبلغ کا تعارف

حضرت مولانا فیاض احمد مدنی کا حال ہی میں بطور مبلغ گوجرانوالہ تشریف لے گئے ہیں۔ موصوف کے حلقہ میں تعارف کی ذمہ داری حضرت مولانا فقیر اللہ اختر کے سپرد کی گئی۔ 10 تا 15 جولائی تک ہر دو حضرات نے علی پور چٹھہ' وزیر آباد' کاموں کی' سادوکی' بھاورے' رسول پور' جبوکی اور سلیم پورہ کا تبلیغی اور تعارفی دورہ کیا اور ان علاقوں کی مختلف مساجد میں بیانات ہوئے۔ قدیم اور جدید رفقائے کرام سے ملاقاتیں کیں۔ حضرت مولانا فیاض الرحمٰن مدنی کو ان سے متعارف کرایا۔

گمبٹ میں کارکنان ختم نبوت کا اجتماع

13 جولائی بروز بدھ کو دفتر ختم نبوت گمبٹ میں کارکنوں کے اجتماع خطاب کرتے ہوئے امیر عالمی مجلس گمبٹ جناب حکیم عبدالواحد بروہی نے کہا کہ رحمت کائنات ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی مکمل اطاعت

وفرمانبرداری کی جائے اور غداران ختم نبوت قادیانی ہوں یا آغاخانی' سب سے برملا اظہار نفرت کیا جائے۔ ختم نبوت کی حفاظت کرنے والے کارکنوں کو مبارک ہو کہ انہیں قیامت کے دن حضور سرور کائنات خاتم الانبیاء ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ کارکنوں کے اجتماع سے جناب شیخ عبدالسیمع' جناب انجینئر جاوید' جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن اور جناب عبدالسعود مدنی نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی بقا اور سلامتی اسلام میں ہے نہ کہ امریکہ کی خوشامد میں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ علمائے حق کے قتل میں اقتدار پہ قابض ایک طاقتور گروپ شریک نظر آتا ہے۔ اختتام اجتماع پر دعا کی گئی۔

سرائے نورنگ میں ختم نبوت کانفرنس

9 جمادی الثانی بروز ہفتہ مطابق 16 جولائی کو جامع مسجد جمعہ خان میں ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا امان اللہ خان ایم این اے' حضرت مولانا نورالحق نور' حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی' جناب حاجی نظام اللہ اور محترم چاچا عنایت نے پشاور سے شرکت کی اور خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی خصوصی طور پر ختم نبوت کانفرنس سرائے نورنگ میں شریک ہوئے۔ قادیانی عقائد ونظریات پر موصوف کا مفصل بیان ہوا۔ موصوف نے قادیانیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ پر زور دیا اور فرمایا کہ نہ صرف خرید وفروخت بلکہ قادیانیوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور غمی خوشی میں شریک کرنا اسلامی روایات کے منافی ہے۔

آزاد کشمیر میں تین روزہ تاجدار ختم نبوت کانفرنسیں

پہلی کانفرنس 11 جمادی الثانی بروز سوموار مطابق 18 جولائی بروز سوموار کو جامع مسجد چناری میں صبح دس بجے منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے امیر حضرت مولانا محمد الیاس خان نے کی۔ اس کانفرنس سے جناب قاری عبدالمالک مظفر آبادی' حضرت مولانا حسین احمد چناری' مجلس کے حلقہ آزاد کشمیر کے مبلغ حضرت مولانا مفتی خالد میر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ جبکہ جناب قاری شاکر صاحب نے ہدیہ نعت پیش کیا۔

دوسری کانفرنس 12 جمادی الثانی مطابق 19 جولائی بروز منگل کو جامع مسجد مدنی وادی نیلم میں بعد نماز ظہر منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس حضرت مولانا مفتی خطیب الرحمٰن کی زیر صدارت ہوئی۔ حضرت مولانا قاضی محمود الحسن اشرف' حضرت مولانا قاری عبدالمالک' حضرت مولانا عبدالغفور حیدری' حضرت مولانا مفتی خالد میر اور حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

تیسری کانفرنس 13 جمادی الثانی مطابق 20 جولائی بروز بدھ کو جامع مسجد شاہ نہاڑا مظفر آباد میں بعد نماز

مغرب منعقد ہوئی۔ کشمیر کا دورہ کرنے والے علمائے کرام کے وفد کے رفقاء حضرت مولانا محمد الیاس' جناب قاری عبدالمالک خان' حضرت مولانا مفتی خلیل الرحمن انور' جناب قاری محمود الحسن اشرف' حضرت مولانا مفتی خالد میر اور حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

تینوں پروگراموں میں علمائے کرام نے اپنے بیان میں کہا کہ مسئلہ کشمیر جو لاکھوں شہداء اور ہزاروں فوجیوں کی جانیں لے چکا ہے۔ قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے۔ کیونکہ تقسیم ہندوستان کے وقت قادیانیوں نے ضلع گورداسپور کی مردم شماری میں اپنا ووٹ بجائے پاکستان کے حق میں استعمال کرنے کے ہندوؤں کے حق میں استعمال کیا تو ضلع گورداسپور انڈیا میں شامل ہونے سے بھارت کو کشمیر میں داخل ہونے کا راستہ ملا۔ مقررین نے مزید کہا کہ قادیانی گروہ کو مذہبی فرقہ نہیں برطانوی سامراج نے مسلمانوں کی وحدت کو اختلاف وانتشار کے ولدل میں پھنسانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی سے جھوٹا دعویٰ نبوت کرایا اور اس کی پشت پناہی کی اور آج تک کررہے ہیں۔ موجودہ حالات میں قادیانی امریکہ' انڈیا اور اسرائیل کے مفادات کے لئے عالمی سطح پر کام کررہے ہیں۔

تینوں پروگرام نہایت کامیاب رہے۔ عوام نے کثیر تعداد میں ان پروگراموں میں شرکت کی۔ ان کانفرنسوں کے انعقاد وانتظامات میں سواد اعظم آزاد کشمیر نے بھرپور تعاون کیا۔ ان کانفرنسوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے مفصل خطابات ہوئے اور درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

☆...... سواد اعظم اہل سنت والجماعت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کی طرف سے سہ روزہ کانفرنسوں کی آخری نشست میں مطالبہ کیا گیا کہ آزاد کشمیر میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پر موثر عمل درآمد کرتے ہوئے حکومت آزاد کشمیر اور پاکستان میں اہم سول اور فوجی عہدوں سے قادیانیوں کو علیحدہ کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع پاکستان میں علمائے حق کے مسلسل قتل عام اور دینی اجتماعی مراکز' مساجد اور مدارس میں ہونے والی دہشت گردی کی شدید مذمت کرتا ہے اور نشان دہی کرتا ہے کہ ان واقعات میں قادیانی' آغاخانی' بہائی' منیچری اور یہود ونصاریٰ کے خفیہ ایجنٹ ملوث ہیں۔

☆...... یہ اجتماع مظفر آباد کوٹلی میں قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کو تبلیغ کرنے' مساجد کی طرز پر عبادت خانے بنانے' شعائر اسلام کی توہین کرنے اور ملک کی سلامتی کے خلاف سازشیں کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت کی چشم پوشی کو بھی غفلت سے تعبیر کرتا ہے۔

☆...... یہ اجتماع تقسیم کشمیر کو مسئلہ کشمیر کا حل قرار دینے کی شدید مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیر کشمیریوں کا ہے۔ اور اس کا حل بھی کشمیریوں کی رائے کے مطابق ہونا چاہیے۔

چیچہ وطنی میں یادگار بخاری چوک کا افتتاح

جامع مسجد چیچہ وطنی بلاک نمبر 12/B کے غربی جناب واقع چوک گمبوہ کا نام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔ افتتاحی تقریب کے موقع پر رضا کاران ختم نبوت کے علاوہ دینی اور مسلکی شخصیات کی کثیر تعداد موجود تھی۔ یہ یادگار تقریب 20 مئی بروز اتوار کو بعد نماز مغرب عالمی مجلس چیچہ وطنی اور جمعیت علمائے اسلام چیچہ وطنی کے قائدین کی طرف سے منعقد کی گئی۔ جس میں حضرت مولانا محمد ارشاد' جناب مفتی محمد عثمان' حضرت مولانا عبدالحکیم نعمانی' جناب قاری محمد زاہد' جناب حاجی محمد ایوب' جناب حافظ الٰہی بخش' حضرت مولانا بشیر' حضرت مولانا اکرم ربانی' جناب پیر جی عبدالجلیل جیسے بزرگوں نے شرکت کی۔ کتبہ کی نقاب کشائی جناب چوہدری محمد طفیل نائب ناظم نے کی۔

دیپالپور اور اوکاڑہ کے تبلیغی اجتماعات

23 تا 26 جمادی الاول مطابق یکم تا 4 جولائی کو حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اوکاڑہ اور دیپالپور کا سہ روزہ تبلیغی دورہ کیا۔ اہم اہم مساجد اور مدارس میں رد قادیانیت پر خصوصیت سے لیکچر دیئے۔ آپ کے بیانات نمازوں کے بعد مساجد میں اور صبح دس بجے کے بعد مدارس میں ہوئے۔ موصوف نے مدارس دینیہ میں ظہور مہدی علیہ الرضوان' نزول عیسیٰ علیہ السلام' خروج دجال اور قادیانیوں کی حالیہ خفیہ سازشی سرگرمیوں کو بے نقاب کرنے پر مرکوز رہے۔

ٹنڈو آدم میں سہ ماہی ختم نبوت کنونشن

22 جولائی بروز جمعۃ المبارک مطابق 15 جمادی الثانی کو حسب دستور سہ ماہی ختم نبوت کنونشن مرکزی جامع مسجد ٹنڈو آدم میں منعقد ہوا۔ یہ سہ ماہی کنونشن حضرت علامہ احمد میاں حمادی کی رہنمائی میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں شہر و دیگر گرد و نواح کے خطباء' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خدام و کارکنان بہت ذوق وشوق سے شریک ہوتے ہیں۔ حالیہ کنونشن میں بھی حاضری قابل رشک تھی۔ صوبہ سندھ میں قادیانی ایک منظم سازش کے تحت مسلم نوجوانوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ کھلانے پلانے' دوستی اور یارانہ کا فریب دے کر یا مالی مفادات کا لالچ دے کر قادیانیت کی طرف راغب کرتے ہیں۔ ان پریشان کن حالات میں مشاورت کے لئے نوجوان جمع ہوتے ہیں۔ اس کنونشن سے حضرت مولانا راشد مدنی' جناب مفتی محمد طاہر مکی کے علاوہ حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی نے آخری صدارتی خطاب فرمایا۔ انہوں نے احادیث کے حوالہ سے فرمایا کہ دور فتن میں دین کا کام کرنا اسلام کی حفاظت کرنا' حضور علیہ السلام کے ناموس کا تحفظ کرنا' آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے پر امن جدوجہد کرنا' یہ مقبول ترین عمل ہے اور اس پر اجر عظیم کا منجانب اللہ وعدہ ہے۔ ساتھی حوصلے بلند رکھیں اور اسلام کے غازی اور مجاہد بن کر حضور علیہ السلام کی غلامی کا حق ادا کریں۔

ادارہ

قافلہ آخرت!

حضرت مولانا قاری محمد امینؒ کاوصال

حضرت مولانا قاری محمد امین صاحبؒ 10 جمادی الثانی بروز اتوار مطابق 17 جولائی 2005ء عالم دنیا سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! آپ **چھچھ** ضلع اٹک کے مردم خیز علاقہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے جید علمائے کرام سے حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت قاری صاحبؒ کو بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ ذہانت وفطانت‘ فہم وفراست‘ ذوق سلیم کے ساتھ بہت جری اور حق گو تھے۔ جب موقوف علیہ تک عربی تعلیم مکمل کرلی تو علم حدیث کی اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔

یہ 1940ء کا زمانہ تھا۔ قیام دارالعلوم دیوبند میں آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ‘ شیخ الحدیث حضرت مولانا اعزاز علیؒ‘ مفتی ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ ایسے نابغہ روزگار اور اتقیائے زمانہ سے کسب فیض کرتے ہوئے علم حدیث کی سند فراغت حاصل کی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے لحن داؤدی عطا کیا تھا۔ قریشی سوز ووجد میں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ زہے نصیب اور کمال سعادت مندی کہ اساتذہ کرام نے جامع مسجد دارالعلوم دیوبند میں جہری نمازوں کا امام مقرر فرمایا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم‘ شیخ العصر حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی آپ کے رفقاء میں سے ہیں۔

1948ء میں آپ نے راولپنڈی میں جامعہ عثمانیہ کی بنیاد رکھی۔ علوم اسلامیہ کا یہ مرکز اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں سے ہزاروں قراء اور علماء نور قرآن سے منور ہوکر دین اسلام کی خدمت کررہے ہیں۔ پاکستان میں سب سے بڑا فتنہ قادیانیت کا تھا۔ جس کے خلاف جدوجہد میں 1953ء‘ 1974ء‘ 1984ء تین تحریکات میں مسلمانان پاکستان کے خاص علمائے کرام نے نہایت جانفشانی کا مظاہرہ کیا۔ قیدوبند کی سخت تکلیفات برداشت کیں۔ قاری محمد امین صاحبؒ پہلی تحریک 1953ء میں نوماہ قید میں رہے۔ بعدوالی دونوں تحریکوں میں بھی بڑی جواں مردی سے حصہ لیا۔ اس کے بعد تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ جیسی تحریکوں میں خوب حصہ لیتے رہے۔

حضرت قاری صاحب مرحوم کا بیعت کا تعلق تازیست خانقاہ سراجیہ سے رہا۔ پہلے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانویؒ سے بیعت ہوئے۔ پھر حضرت اقدس خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے تجدید بیعت کی۔ خانقاہ سراجیہ کے اس روحانی تعلق پر بدل وجان فدا رہے۔ سیاسی تعلق جمعیت علمائے اسلام سے تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا قیام ہمیشہ جامعہ عثمانیہ میں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادوں سے نوازا تھا جو الولد سر لابیہ کے بمصداق قاری‘ عالم‘ فاضل‘ علوم اسلامیہ کے ساتھ مروجہ دنیاوی علوم سے

آراستہ' باصلاحیت' اخلاقیات سے آراستہ جو حضرت قاری صاحب مرحوم کی بہترین یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب کو اپنی عنایات کریمانہ سے نوازیں۔ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائیں۔ انہیں اپنے محبوب بندوں کی معیت نصیب فرمائیں۔ حضرت امیر مرکزیہ' حضرت نائب امیر مرکزیہ اور دیگر مجلس کے خدام اس غم میں برابر کے شریک اور دعا گو ہیں اور ان کے صاحبزادگان سے تعزیت کناں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس غم پہ صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ آمین!

جناب خالد مبین صاحب کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرخان کے عظیم مجاہد ختم نبوت' ختم نبوت خط و کتابت کورس کے موجد' بانی و نگران جناب خالد مبین صاحب کے والد بزرگوار جناب محمد مبین صاحب گوجرخان میں اچانک دل کا دورہ پڑنے سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! موصوف بہت متواضع' با اخلاق' متبع سنت تھے۔ موصوف خاندانی اور اسلامی حلقہ میں ہر دل عزیز تھے۔ ان کے اوصاف حمیدہ کا چلتا پھرتا عکس جناب خالد مبین صاحب ہیں۔ موصوف کا روحانی اور قلبی تعلق حضرت مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی سے تھا۔ خدام ختم نبوت سے گہری محبت رکھنے والے خوش بخت انسان تھے۔ موصوف کی نماز جنازہ میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد' حضرت مولانا مفتی محمود الحسن' حضرت مولانا محمد ذوالفقار طارق نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں' ان کی لغزشوں سے درگزر فرما کر انہیں اپنے جوار رحمت میں آسودگی نصیب فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کو صدمہ

گزشتہ دنوں دریاؤں میں شدید طغیانی کی صورت حال کے پیش نظر حضرت مولانا بشیر احمد صاحب اپنے تبلیغی دورہ کو مختصر کر کے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ موصوف کی بستی سیلابی علاقہ میں ہے۔ بستی کو سیلابی ریلے نے آ گھیرا تو اپنی ذاتی کوشش سے مکانات کے گرد بند تعمیر کرایا۔ بند کی حفاظت اور نگرانی کے ضمن میں ان کے بھائی جن کی عمر تقریباً 70 سال کے قریب تھی بند کی طرف جا نکلے۔ تاکہ نگرانوں کی دل جوئی کریں۔ واپسی پر نا معلوم کیسے سیلابی پانی میں پھسل گئے۔ آٹھ دس گھنٹے کی تلاش کے بعد پانی میں شیشم کے درخت کے ساتھ کھڑی ان کی لاش ملی۔ سینہ اور سر پانی کے باہر تھا۔ وفات پانی میں ہوئی۔ غرقابی کی شہادت کا اجر ملا۔ لاش ڈوبنے سے محفوظ رہی۔ بہت خوش بخت رہے۔ مرحوم نیک دل' نیک سیرت اور اخلاق کے بہت اچھے تھے۔

جناب حاجی نذیر حسین کا وصال

اوکاڑہ کی معروف شخصیت جناب حاجی نذیر حسین بسم اللہ فلنگ اسٹیشن اوکاڑہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بخشش فرمائیں اور انہیں اپنے جوار رحمت میں آسودہ حال فرمائیں۔ مجلس اوکاڑہ کے مبلغ حضرت مولانا عبدالرزاق مجاہد نے موصوف کے جنازہ میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پورا حلقہ ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔

تبصرہ وتذکرہ!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

علامہ اقبالؒ اور فتنہ قادیانیت: مصنف: جناب محمد متین خالد: صفحات: 712: قیمت: -/400 روپے:

ملنے کا پتہ: علم وعرفان پبلشرز 34 اردو بازار لاہور، فون: 7352332 کتاب گھر راولپنڈی، فون: 5552929

• ترجمان حقیقت حضرت علامہ اقبالؒ بیسویں صدی کے شہرہ آفاق دانشور، عظیم روحانی شاعر، اعلیٰ درجہ کے مفکر اور بلند پایہ فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عہد ساز انسان بھی تھے۔ ایسی زندہ جاوید ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا دل ملت اسلامیہ کے ساتھ دھڑکتا تھا۔ وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اور اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ نہ صرف کاذب ومفتری بلکہ واجب القتل ہے۔ جب جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے گماشتوں نے اپنی کتابوں میں کھلم کھلا اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی تو اقبالؒ نے نہ صرف قادیانیت کو ایک فتنہ قرار دیا۔ بلکہ اس فتنہ کے محاسبہ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا۔ انہیں اس بات کا مکمل ادراک تھا کہ ملت اسلامیہ کو جن فتنوں نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ ان میں سب سے خطرناک فتنہ قادیانیت کا ہے۔ علامہ اقبالؒ کو یہ منفرد اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے حکومت کو سب سے پہلے یہ مطالبہ پیش کیا تھا کہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ملت اسلامیہ کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کررہے ہیں۔

زیر نظر کتاب ’’علامہ اقبالؒ اور فتنہ قادیانیت‘‘ معروف سکالر جناب محمد متین خالد کی تازہ ترین کاوش ہے جو علامہ اقبالؒ کے عشق رسالت مآب ﷺ، غیرت اسلامی اور حمیت ملی کے آئینہ دار ایمان افروز واقعات اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ یہ کتاب علامہ اقبالؒ کے افکار ونظریات کی روشنی میں قادیانیت کی فتنہ طرازیوں کا مکمل محاکمہ، تجزیہ اور تحلیل کرتی ہے۔ اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ علامہ اقبالؒ کے تمام مقالات، خطبات، توضیحات، شاعری اور مکاتیب کو جو قادیانیت کے خلاف قول فیصل اور حرف آخر کا درجہ رکھتے ہیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ مزید برآں یہ کتاب حضرت علامہ اقبالؒ کی بے داغ شخصیت پر قادیانیوں کے طرف سے کئے گئے بے جا اعتراضات اور رکیک حملوں کا دندان شکن جواب بھی ہے۔

رد قادیانیت کے حوالے سے علامہ اقبالؒ کی نگارشات اور خدمات کو جناب محمد متین خالد نے ایک مربوط گلدستے کی شکل میں یکجا کردیا ہے۔ یہ دقت نظری اور دیدہ ریزی کا متقاضی تحقیقی کارنامہ ہے جو جناب محمد متین خالد

کے عشق رسالت مآب ﷺ اور علامہ اقبالؒ کی ارادت کے بادہ دو آتشہ کی سرمستی اور سرشاری نے ان سے کروایا ہے۔ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، جسٹس جاوید اقبال، ڈاکٹر ایوب صابر، آغا شورش کاشمیریؒ، نعیم آسی، پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، محمد سہیل عمر، عطاء اللہ صدیقی اور صاحبزادہ خورشید گیلانی وغیرہ کے گرانقدر اور فکر انگیز مضامین نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

علامہ اقبالؒ کے افکار و نظریات کی روشنی میں قادیانیت کی اصلیت تک رسائی میں یہ کتاب نہایت مفید اور کارگر ثابت ہوگی۔ علامہ اقبالؒ سے دلی محبت اور ذہنی ارادت رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب ایک شاہکار علمی تحفہ ہے۔ ہر پڑھے لکھے شخص کے پاس اس کتاب کا ہونا بہت ضروری ہے۔

انمول موتی: مرتب: حضرت مولانا مفتی محمد زبیر: صفحات: 78: قیمت: درج نہیں: ناشر: ادارۃ العلم والتحقیق جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ!

اصلاح وارشاد وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ جس کا انسان کی زندگی سے براہ راست تعلق ہے۔ انسان کو اس کے مالک حقیقی کی پہچان کروانا، سنت نبوی ﷺ کا کاربند بنانا، اعمال حسنہ کی پابندی کروانا، وہ تمام مراحل ہیں جو انسان کسی ایسے عالم اجل متبع سنت کی پیروی میں انجام دے سکتا ہے۔ زیر نظر کتاب حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ اجل عارف باللہ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب کے ارشادات وملفوظات کی تلخیص پر مبنی ہے۔ ویسے تو حضرت نے اپنی زندگی میں بے شمار ایسے گرانقدر انمول موتی پیش کیے ہوں گے۔ یہ ان کی ایک معمولی سی جھلک ہے۔ حق تعالیٰ طالبان حق کے لئے اس کتاب کو نافع بنائے اور سالکین کے لئے معین اور مددگار بنائے۔

معجزات سرور عالم: تالیف: میجر فتح محمد: صفحات: 80: قیمت: -/30روپے: ناشر القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ سرحد!

رب کریم نے انسانیت کی ہدایت کے لئے انبیاء اور رسل بھیجے جو اپنی قوم کی ہدایت کا سامان لے کر آئے اور ان کو ایسے صادق عادت انمول معجزات سے ان کی نبوت ورسالت کی تصدیق کروائی کہ لوگوں کے قبول اسلام میں معین اور مددگار ہوئے۔ زیر نظر کتاب ہادی عالم، فخر رسل، سید الانبیاء ﷺ کے معجزات پر مبنی کتاب ہے۔ جس میں میجر صاحب نے حضور ﷺ کی زندگی میں پیش آنے والے اہم معجزات کا ذکر کر کے ثابت کیا کہ حضور ﷺ کی رسالت اور نبوت کی گواہی خدا تعالیٰ ان کے خارق عادت واقعات سے بھی دلاتے ہیں۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اس پر غور کر کے ان کے فرمانبرداروں میں سے ہو جائے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ: تالیف: جناب بلال عبدالحی حسنی ندوی: پیش لفظ:

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی' صفحات: 74: قیمت: درج نہیں: ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ سرحد!

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ نے اکابر' مشائخ میں سے بڑی شخصیات پر نمبر شائع کئے۔ ان میں عالم اسلام کی ایک بڑی شخصیت مفکر اسلام داعی کتاب وسنت مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی مرنجان مرنج شخصیت پر بھی ایک وقیع نمبر شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ زیر نظر رسالہ اسی نمبر میں شائع ہونے والا ایک اہم مقالہ پر مبنی ہے۔ جس میں حضرت کی شخصیت کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل مواد مہیا کیا گیا ہے۔ بہرکیف حضرت کی شخصیت اس کمال علمی شاہکار تصنیف کے بعد بھی اور بہت کچھ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ رب کریم رحمت کرے ان اکابر کے مزارات مبارک پر۔

سید سلیمان ندوی نمبر: زیر سرپرستی: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی: صفحات: 451: قیمت: درج نہیں:

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ سرحد!

نامور مورخین کی سیرت' ان کی تاریخی خدمات' علمی اور عملی کارنامے ان کی زندگی کی حسین یادیں اور بہاریں' ان کے سیاسی اور سماجی کردار یہ وہ تمام باقیات صالحات ہوتی ہیں جن کی آنے والی نسلوں کو مدت تک ضرورت رہتی ہے۔ جو نسلیں اپنے اکابر اور مشائخ کے مجاہدانہ کردار وسیرت کو جانتی اور پہچانتی ہیں وہ مدتوں اپنا وجود برقرار رکھتی ہیں اور اقوام عالم میں اپنا لوہا منواتی ہیں۔ زیر نظر کتاب ماہنامہ القاسم کا حضرت سید سلیمان ندوی نمبر ہے۔ یہ عالم دنیا کا ارباب علم ودانش کا جہد وکاوش کا بہت بڑا نام ہے۔ جنہوں نے اپنی زندگی اعلاء کلمۃ اللہ' اتباع سنت کی پیروی کے لئے وقف کر رکھی تھی اور شب وروز اسی فکر میں بسر کردیئے کہ انسانیت اپنے مالک حقیقی' محبوب محسن نبی ﷺ کی اتباع پر گامزن ہو جائے۔ مولیٰ کریم ہمیں ان کتابوں سے نفع حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اکابر کی یادیں تازہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

قصیدہ بردہ: مصنف: حضرت امام شرف الدین محمد بن حسن البوصیری: مترجم پشتو: جناب سراج الاسلام سراج: باہتمام: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی: صفحات: 136: قیمت: درج نہیں: ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ سرحد!

مدح خواہان محمد ﷺ نے حضور پاک ﷺ کی تعریف وتوصیف میں جو قصائد کہے اور حضور ﷺ کی مدح بیان کی اس سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ زیر نظر کتاب امام شرف الدین محمد بن حسن کی اس موضوع سے متعلق ہے جس کو رب کریم نے بہت مقبولیت سے نوازا۔ اردو' عربی کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ اب ہمارے مخدوم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی نے اہتمام سے پشتو میں بھی ترجمہ کر کے شائع کر دیا ہے۔ مولیٰ کریم مخلوق خدا کے لئے نافع بنائے اور کامل اتباع کا ذریعہ بنائے۔

بچوں کا صفحہ

اشتیاق احمد

جسے بڑے عمر کے مرزائی بھی شوق سے پڑھ سکتے ہیں

مرزائیوں کی تعریف مرزا کی زبانی!

مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو تمام انبیاء سے بڑھ کر نبی ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ خود کو تمام نبیوں سے افضل کہا ہے۔ تمام نبیوں کا مجموعہ بتایا ہے۔ یہ تک کہا ہے کہ ہر رسول میری قمیص کی جیب میں چھپا ہے۔

یوں تو مرزائیوں سے صرف اس جملے کا مطلب بھی پوچھا جا سکتا ہے۔ اس کی وضاحت طلب کی جا سکتی ہے کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے کہ ہر رسول میری قمیص کی آستین میں چھپا ہے۔ ظاہر ہے کہ مرزائی ادھر ادھر کی لگا کر جواب گھڑ دیں گے۔ یہ ان کا طریقہ ہے۔

لیکن! ہم ایسا سوال ان سے کیوں کریں جن کے جوابات ان لوگوں نے پہلے ہی گھڑ رکھے ہیں۔ گھڑے گھڑائے جوابات سے بچنے کے لئے ان سے تو ایسی بات پوچھی جائے کہ جو جواب بھی یہ دیں یہیں پھنسیں......!

اب جب کہ مرزا قادیانی نے تمام نبیوں اور رسولوں سے خود کو افضل کہا ہے تو اس کے ماننے والے بھی سب نبیوں اور رسولوں کی امتوں سے بڑھ کر ہوئے یا نہیں...... ہر لحاظ سے بہترین ہونے چاہئیں۔

آیئے ذرا دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے خود اپنے مرزائیوں کی تعریف کن الفاظ میں کی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

"میری جماعت میں داخل ہونے والے بعض حضرات ٹیڑھے دلوں والے ہیں...... وہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھوکے بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں...... مارے غرور کے ان سے سیدھے منہ بات تک نہیں کرتے...... خودغرضی کی بناء پر ایک دوسرے سے لڑتے ہیں...... دست وگریبان ہو جاتے ہیں۔ ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں...... اکثر اوقات ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں...... ان کے بچوں میں ایک دوسرے کے لئے کینہ بھرا ہوا ہے...... ان لوگوں کو دیکھ کر میرا دل کباب ہوتا ہے اور جلتا ہے...... بے اختیار میرے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان میں رہنے سے اچھا ہے۔" (شہادت القرآن روحانی خزائن)

مرزائیوں کو اپنی تعریف اپنے نبی کی زبانی پسند آئی یا نہیں۔ بس صرف اتنا بتا دیں۔ پسند آئی تب بھی بتا دیں۔ پسند نہیں آئی تب بھی بتا دیں۔ ہمیں ان کا جواب منظور ہوگا۔ انشاء اللہ!

بمقام دارالعلوم مدنیہ رسول پارک ملتان روڈ لاہور

بتاریخ یکم شعبان تا ۱۹ رمضان المبارک

باسلوب امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

دورۂ تفسیر قرآن

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان

نہایت شرح و بسط سے پڑھائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ

موضوع سور — دعاوی — دلائل — ہر سورۃ کا اصل

سور کا باہمی ربط — احکام و استنباط — اعتبار و تاویل — سیاست امارت خلافت

پیش آمدہ جدید فقہی مسائل و دیگر اہم مباحث مدنظر ہونگے

اجمالی تعارف دارالعلوم مدنیہ لاہور

- دارالعلوم مدنیہ کیلئے دسمبر 1975ء میں قطعہ زمین خریدا گیا۔
- دارالعلوم مدنیہ کی مسجد کا سنگ بنیاد ۳۔ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق 14 اکتوبر 1977ء دور کے اکابر وقت کے مشاہیر علماء کرام مشائخ عظام کے مبارک ہاتھوں رکھا گیا۔
- ابتدائی پانچ سال پہلی دورہ حضرت مولانا محب النبی صاحب زید مجدہ تمام تدریسی و انتظامی امور تنہا سرانجام دیتے رہے۔
- 3 اکتوبر 1981ء کے بعد تقریباً ہر سال طلباء کی کثرت اور درس نظامی کے درجات میں ترقی کے باعث مدرسین میں اضافہ ہوتا رہا۔
- 1996ء ۔ ۱۴۱۷ھ کو شعبان و رمضان میں دورہ تفسیر کا آغاز ہوا جو مسلسل جاری ہے۔ جس میں علماء، وکلاء، پروفیسر، یونیورسٹیوں کے طالب علم اور درس نظامی کے منتہی طالب علم شریک ہوتے ہیں امتحان میں کامیاب ہونے والے حضرات کو اسناد دی جاتی ہیں۔
- دس سال کی قلیل مدت میں دارالعلوم علمی ترقی کی منازل طے کر کے موقوف علیہ تک جا پہنچا۔
- وفاق المدارس العربیہ سے الحاق نہ ہونے کے باوجود دارالعلوم میں داخل طلباء کی تعداد تین سو سے متجاوز ہے۔
- دارالعلوم میں مقیم طلباء کو رہائش، طعام، کپڑے، علاج، درسی کتب وغیرہ تمام سہولیات مدرسہ کی طرف سے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔
- اس وقت مدرسہ میں ۱۸ اساتذہ، ۲ خادم مسجد، ۲ ناظم، تین باورچی، ایک الیکٹریشن، ۲ دربان پر مشتمل ۲۸ افراد کا عملہ کام کر رہا ہے۔
- سالانہ اخراجات کا تخمینہ ۳۵ لاکھ روپیہ ہے۔ تعمیراتی اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ دارالقرآن والے احاطہ میں کمروں کی تعمیر جاری ہے۔
- تمام اخراجات اہل خیر کے تعاون سے پورے ہوتے ہیں۔ مدرسہ کی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں اور نہ ہی مدرسہ کی طرف سے کوئی مستقل سفیر اندرون شہر بیرون شہر متعین ہے۔ اور نہ ہی مدرسہ کسی حکومتی ادارے سے زکوٰۃ وغیرہ سے تعاون لیتا ہے۔ اہل خیر خود ہی تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

منجانب: اراکین دارالعلوم مدنیہ رسول پارک لاہور

042 7832305

پہنچنے کا راستہ: یادگار چوک سے مانگا والی ویگن، اسٹیشن سے ویگن نمبر 9 کوکا کولا موڑ مغرب کی طرف گلی میں

بمقام **جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر**

کورس ردقادیانیت وعیسائیت

نامور علماء ◉ مناظرین وماہرینِ فن لیکچر دیں گے اِنشاءاللہ

زیر سرپرستی
مخدوم العلماء حضرت اقدس مولانا **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم
مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت اقدس **شاہ نفیس الحسینی** صاحب دامت برکاتہم

بتاریخ ۷ تا ۲۵ شعبان ۱۴۲۶ھ
12 تا 30 ستمبر 2005ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم ازکم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب ردقادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 4514122

زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت ◉ چناب نگر ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ
فون: 04524-212611

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. NO. M-108

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

24 ویں سالانہ دو روزہ

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

عظیم الشان

29 30 ستمبر 2005 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

مسلم کالونی چناب نگر

کانفرنس کے چند عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختم نبوت
- حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہؓ و اہل بیت
- اتحاد امت
- قادیانیت اور اسلام
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی
- رد قادیانیت اور جہاد

جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ خواجہ خواجگان
حضرت اقدس مولانا
خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

سالانہ قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں 5 شعبان تا 25 شعبان منعقد ہوگا (انشاء اللہ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
مسلم کالونی چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ
رابطہ
04524-212611
061 - 514122

قیمت فی شمارہ -/10 روپے
قیمت سالانہ -/100 روپے